نیکیوں کو برباد کرنے والے اعمال

تالیف
محمد ارشد کمال

مکتبہ اسلامیہ

نیکیوں کو برباد کرنیوالے اعمال

تالیف

محمد ارشد کمال

مکتبہ اسلامیہ

کتاب ---------- نیکیوں کو برباد کرنے والے اعمال

تالیف ---------- محمد ارشد کمال

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- 2013ء

قیمت ----------

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37244973-042 فیکس: 37232369-042
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد-پاکستان فون: 2631204, 2034256-041
E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

عرض مؤلف ---------- 9

فصل: 1 کفر

کفر کے دیگر نقصانات ---------- 18
روز قیامت کفار سے فدیہ نہیں لیا جائے گا ---------- 18
اللہ تعالیٰ کفار سے محبت نہیں کرتا ---------- 19
کفار پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ---------- 19
کفار ابدی جہنمی ہیں ---------- 19
قیامت کا دن کفار پر سخت ہوگا ---------- 19
کفار اللہ کے نزدیک ساری مخلوق سے بدتر ہیں ---------- 20
کفار کا جنازہ پڑھنے کی ممانعت ---------- 20
کفار کے خلاف جہاد کرو ---------- 20
کفر کی اقسام ---------- 21

فصل: 2 ارتداد

ارتداد کے دیگر نقصانات ---------- 27
مرتے وقت مرتد کی توبہ قبول نہیں ---------- 27
مرتد کو قبر کی مٹی نے قبول نہیں کیا ---------- 28
مرتد کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا ---------- 29
مرتد واجب القتل ہے ---------- 29
ارتداد کی اقسام ---------- 30
مرتد کا حکم ---------- 31

فصل: 3 نفاق

- نفاق کے دیگر نقصانات ---------- 35
- منافقوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، لعنت اور جہنم کا عذاب ---------- 35
- منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے ---------- 36
- منافقوں کے لیے عذاب قبر ---------- 36
- نفاق کی اقسام ---------- 38
- منافقوں کی نشانیاں ---------- 39

فصل: 4 شرک

- شرک کے دیگر نقصانات ---------- 45
- شرک ظلم عظیم ہے ---------- 45
- شرک ناقابل بخشش گناہ ہے ---------- 45
- شرک بزدلی پیدا کرتا ہے ---------- 46
- مشرک پر جنت حرام ہے ---------- 46
- مشرک پلید ہے ---------- 46
- مشرک کے لیے دعائے مغفرت کرنا منع ہے ---------- 47
- تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے ---------- 47
- شرک کی اقسام ---------- 48

فصل: 5 تکذیبِ آخرت

- تکذیبِ آخرت کے دیگر نقصانات ---------- 54
- منکرین آخرت کے دل منکر اور وہ خود متکبر ہیں ---------- 54
- صراط مستقیم سے بھٹکنے کی وجہ عقیدہ آخرت کا انکار ہے ---------- 54
- منکرین آخرت کے لیے دردناک عذاب ---------- 54
- منکرین آخرت رحمت الٰہی سے مایوس ہیں ---------- 54
- تکذیبِ آخرت تکذیبِ رب العالمین ہے ---------- 55

فصل: 6 تکذیبِ آیاتِ الٰہی

- تکذیب آیات الٰہی کے دیگر نقصانات ---------------------- 57
- اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہ لانے والوں کو ہدایت نہیں ملتی ---------- 57
- آیاتِ الٰہی کے منکر خسارے میں ہیں ---------------------- 57
- آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے والے دوزخی ہیں ---------------------- 57

فصل: 7 ریاکاری

- ریاکاری کے دیگر نقصانات ---------------------------- 68
- ریاکاروں کے لیے تباہی ہے ---------------------------- 68
- ریاکار کو اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا کرے گا ---------------------- 68
- ریاکار سے اللہ تعالیٰ بری ہے ---------------------------- 68
- ریاکاری فتنہ دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے ---------------- 69

فصل: 8 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کی مخالفت

- اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کے دیگر نقصانات ---------- 73
- رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ ---------- 73
- رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر دنیا میں عبرتناک سزا ---------------- 74
- اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان واضح گمراہی میں ہے ---------------- 74
- اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان جہنمی ہے ---------------------- 75
- اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے والوں کا جہنم میں واویلا ------ 75

فصل: 9 بدعت

- بدعت کے دیگر نقصانات ---------------------------- 82
- تمام بدعات گمراہی ہیں ---------------------------- 82
- قیامت کے دن نبی ﷺ بدعتیوں سے بیزاری کا اعلان کردیں گے ----- 84

بدعتی کی عزت کرنا اسلام کی عمارت گرانے کے مترادف ہے ---------- 85

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بدعتی کے سلام کا جواب نہیں دیا ---------- 85

بدعتی کی توبہ قابل قبول نہیں ---------- 86

بدعت کی اقسام ---------- 86

بدعت کی تمام قسموں کا حکم ---------- 87

بدعات کے ظہور کے اسباب ---------- 87

فصل: 10 نماز کو برباد کرنے والے اعمال

طہارت کے بغیر نماز ادا کرنا ---------- 91

بلا وجہ نماز با جماعت سے پیچھے رہنا ---------- 93

نماز میں رکوع، قومہ، سجدہ اور خشوع وغیرہ پورا نہ کرنا ---------- 93

رکوع اور سجدے کا مسنون طریقہ ---------- 96

سجدے میں ناک اور پیشانی زمین پر نہ رکھنا ---------- 97

نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھنا ---------- 99

فرض نماز کی جماعت ہوتے ہوئے اور کوئی نماز نہیں ---------- 102

نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا ---------- 102

کھانے کی موجودگی اور قضائے حاجت کی ضرورت کے ساتھ نماز پڑھنا -- 103

فصل: 11 نماز کے سلسلے میں بدنصیب لوگ

بھگوڑا غلام ---------- 106

خاوند کو ناراض کرنے والی عورت ---------- 107

جبراً امامت کرنے والا ---------- 107

ننگے سر نماز پڑھنے والی عورت ---------- 108

عرّاف کے پاس جانے والا ---------- 108

مسجد میں خوشبو لگا کر جانے والی عورت ---------- 109

شراب پینے والا ---------- 110

فصل: 12 نماز عصر کا چھوڑنا

نماز عصر چھوڑنے کے دیگر نقصانات ---------- 114

نماز عصر چھوڑنے پر نبی ﷺ کی سخت وعید ---------- 114

نماز عصر کی ادائیگی میں رکاوٹ بننے والے کفار پر نبی ﷺ کی بددعا ---------- 115

فصل: 13 روزے کو برباد کرنے والے اعمال

روزے کی نیت نہ کرنا ---------- 116

جھوٹ بولنا ---------- 117

قصداً قے کرنا ---------- 118

جماع کرنا ---------- 119

عورت کو حیض یا نفاس آنا ---------- 121

جان بوجھ کر کھانا پینا ---------- 121

فصل: 14 انبیائے کرام وصلحائے عظام کا قتل

انبیاء و صلحاء کو قتل کرنے کے دیگر نقصانات ---------- 125

انبیاء کو قتل کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی مار ---------- 125

روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب نبی کے قاتل کو ہوگا ---------- 126

خون مسلم کی قدر و منزلت ---------- 127

کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی اخروی سزا ---------- 128

قتل کی اقسام و احکام: ---------- 131

فصل: 15 حرام کمائی

حرام کمائی کے دیگر نقصانات ---------- 136

مال حرام سے پلا ہوا گوشت جہنم میں جائے گا ---------- 136

فصل: 16 متفرقات

- کسی کے متعلق قسم کھانا کہ اللہ تعالی اسے نہیں بخشے گا ---------------- 137
- احسان جتلانا -- 138
- چھپ چھپ کر گناہ کرنا ---------------------------------- 138
- قصاص پر عمل درآمد میں رکاوٹ ڈالنا -------------------------- 139
- مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو توڑنا ---------------------------- 140
- نسبت وَلا غیر مالک کی طرف کرنا ---------------------------- 142
- بلاضرورت کتا پالنا ------------------------------------- 142
- مشرکین کے ساتھ سکونت اختیار کرنا -------------------------- 144
- زنا کی تہمت لگانا -------------------------------------- 145
- گالی دینا --- 147
- مارنا پیٹنا -- 147
- ظلم کرنا --- 148
- تقدیر کو جھٹلانا -- 149

عرض مؤلف

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ [1]

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [2]

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ [3]

اللہ جل شانہ نے خالق و مالک ہونے کے ناطے انسان کو کچھ کام کرنے اور کچھ کاموں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ جو کام کرنے کا اس نے حکم فرمایا ہے وہ سب کے سب اچھے ہیں، ان میں انسانوں کے لیے خیر ہی خیر ہے ذرہ بھر بھی شر نہیں اور جن کاموں سے اس نے روکا ہے وہ سراسر شر پر مبنی ہیں ان میں ذرہ بھر بھی خیر نہیں۔ یہ حقیقت انسان کی سمجھ میں نہیں آتی اور وہ گناہ کے نتائج بد سے عدم واقفیت کی بنا پر ان کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس جہالت کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جن کی تفصیل یہاں ہمارا مقصود نہیں البتہ ایک چیز کا بیان فائدے سے خالی نہیں وہ یہ کہ بسا اوقات انسان اس امید پر گناہ کر بیٹھتا ہے کہ اس پر کونسا فوراً مواخذہ ہونا ہے بعد میں توبہ کر لوں گا لہٰذا وہ گناہ کو معمولی سمجھ بیٹھتا ہے اور کبھی یہ خیال آتا ہے کہ میرے پاس تو نیکیوں کا ڈھیر ہے جن کے سامنے اس گناہ کی کوئی حیثیت نہیں بس اسی غلط فہمی کا شکار ہو کر وہ

---

[1] ۴/ النسآء:۱۔ [2] ۳/ آل عمران:۱۰۲۔ [3] ۳۳/ الاحزاب:۷۰، ۷۱۔

گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اگر چہ وہ گناہ دیکھنے میں معمولی اور ہلکا معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہ ایک ایسا خطرناک اور کبیرہ جرم ہوتا ہے کہ زندگی کی ساری نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے اور انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن نے یہ گواہی دی ہے:

﴿ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝ ﴾ [1]

''محنت کرنے والے تھکے ہوئے، گرم آگ میں داخل ہوں گے۔''

یعنی ایسے لوگ جو عمل کر کر کے تھکے ہوئے ہوں گے مگر گناہوں کی وجہ سے بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ۝ ﴾ [2]

''اور ہم اس کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے کوئی بھی عمل کیا ہوگا تو اسے ہم بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔''

یعنی جو کچھ انہوں نے کیا دھرا ہوگا ہم ان سب کو بکھرے ہوئے ذرات کی طرح کر کے رکھ دیں گے۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ نیک کام کرنا کوئی بڑی بات نہیں البتہ اس کو خراب کرنے اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب پر پانی پھیر دینے والی چیزوں سے اسے محفوظ رکھنا بہت مشکل ہے۔ مثلاً تھوڑی سی بھی ریاکاری نیک عمل کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ یہی حال شرک کا ہے وہ بھی بڑے سے بڑے اعمال کو خواہ وہ کسی کے بھی ہوں جلا کر راکھ بنا دیتا ہے۔

ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں کہ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں روکا ہے وہ سراسر شر پر مبنی ہیں، ان میں ذرہ بھر بھی خیر نہیں۔ اگر رائی کے دانے برابر بھی ان میں خیر کا کوئی پہلو ہوتا تو کبھی بھی اللہ علیم الخبیر ان کو ممنوع قرار نہ دیتا البتہ ان سب میں برائی برابر نہیں کسی میں زیادہ ہے اور کسی میں کم ہے۔ جن میں کم ہے انہیں صغیرہ گناہ کہا جاتا ہے اور یہ اس قدر ہلکے ہوتے ہیں کہ نیکی کا کوئی بھی کام کرنے سے مٹ جاتے ہیں، بشرطیکہ ان پر اصرار نہ کیا جائے بصورت دیگر توبہ ضروری ہوگی اور جن کاموں میں شر زیادہ ہے انہیں کبیرہ گناہ کہا جاتا ہے پھر یہ بھی سزا کے لحاظ سے برابر نہیں یعنی ان کی سزائیں ایک جیسی نہیں بلکہ مختلف ہیں مثلاً:

① بعض گناہ اس قدر شدید ہیں کہ روز قیامت کلام الٰہی اور نظر رحمت سے محرومی کا سبب

---

[1] ٨٨/ الغاشیة:٣، ٤۔ [2] ٢٥/ الفرقان:٢٣۔

ہو نگے جیسے شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا۔ احسان جتلانا یا جھوٹی قسم اٹھا کر مال بیچنا وغیرہ۔

② ایسے گناہ جو عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں جیسے چغلی کھانا، پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا وغیرہ۔

③ ایسے گناہ جن کی سزا دنیا میں ہی مقرر کر دی گئی ہے۔ اگر دنیا میں نہ ملی تو آخرت میں جہنم کی صورت میں ملے گی جیسے زنا کہ اگر شادی شدہ ہے تو رجم اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کی جلاوطنی اگر یہ سزا دنیا میں نہ ملی تو آخرت میں ملے گی۔

④ ایسے گناہ جو نیکیوں کو نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جو نہ صرف اگلی پچھلی تمام نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انسان کے ایمان کا بھی جنازہ نکال دیتے ہیں جس کی بنا پر انسان ابدی جہنمی ہو کے رہ جاتا ہے جیسے کفر، شرک، ارتداد وغیرہ ہے انہیں احباط حقیقی کہا جاتا ہے۔

(۲) ایسے گناہ جن سے انسان کی کوئی عبادت ضائع ہو جائے یا اس کے اجر و ثواب میں کمی آ جائے اور اس عمل کا اجر و ثواب اسے ضرورت کے وقت کام نہ دے البتہ اصل ایمان باقی رہے، انہیں احباط نسبی کہا جاتا ہے۔

اس رسالے میں ہم نے یہ دو اقسام احباط حقیقی اور احباط نسبی کو جمع کر دیا ہے اور اس سلسلے میں جو بھی قرآنی آیت، صحیح یا کم از کم حسن درجے کی حدیث ملی ہے وہ بیان کر دی ہے اور اپنے ناقص علم کے مطابق بوقت ضرورت تشریح بھی کی ہے۔ جن اعمال کے متعلق تفصیلی دلائل میسر آئے ان کو باقاعدہ ایک باب کی شکل دے کر سب سے پہلے قرآن کی وہ آیت یا حدیث بیان کی جس سے حبط عمل (عمل کا ضائع ہونا) ثابت ہوتا ہے اور پھر اسی عمل پر ملنے والی چند دوسری سزاؤں کو بھی بیان کر دیا ہے۔ کوشش کے باوجود جن اعمال کے متعلق زیادہ مواد نہیں مل سکا ان کو ''متفرقات'' کا عنوان دے کر بیان کر دیا ہے۔

اس کتاب میں جو بھی صحیح اور بہتر بات ہے وہ محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے ہے اس میں میرا کوئی کمال نہیں اور اگر کوئی خطا، لغزش یا کمی رہ گئی ہے تو یہ میری اپنی کم علمی کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ آمین۔

اس کتاب کے ہر قاری سے التماس ہے کہ وہ اپنی خصوصی دعاؤں میں مجھے اور میرے

والدین کو یادر کھے خصوصاً والد محترم کو جو کہ عین اس وقت ہمیں داغ مفارقت دے گئے جب میں یہ چند سطور لکھ رہا تھا جن کی دعاؤں اور کوششوں نے مجھے اس مقام تک پہنچایا وہ اس جگہ چلے گئے کہ جہاں سے کوئی واپس نہیں پلٹتا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری اس مختصری کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے اسے میرے، میرے والدین، اساتذہ کرام، ناشر اور جملہ معاونین کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

والسلام

اخوکم فی الدین

محمد ارشد کمال

جامع مسجد ابوبکر صدیق اہل حدیث، رحیم مارکیٹ، سکیم موڑ، لاہور

فصل: 1

کفر

لغوی اعتبار سے کفر کے معنی ڈھانپنے اور چھپانے کے ہیں جبکہ شرعی اصطلاح میں ایمان کی ضد کو کفر کہا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لانے کو کفر کہا جاتا ہے چاہے اس میں تکذیب پائی جائے یا نہ پائی جائے۔

کفر ایک ایسا جرم ہے جو اپنے فاعل کو مخلد فی النار (ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا) بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بربادی اعمال کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

❶ ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ❶

''اور جس نے ایمان کے ساتھ کفر کیا پس تحقیق اس کا عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔''

❷ ﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ﴾ ❷

''جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے (لوگوں کو) روکا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔''

یعنی جو لوگ خود بھی احکام الٰہیہ کے منکر ہیں اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے جو بظاہر تھوڑے بہت اچھے اعمال جیسے صدقہ خیرات اور دیگر رفاہ عامہ کے کام تھے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اجر و ثواب نہیں اس لیے کہ ایمان کے بغیر کسی بھی نیک عمل کی کوئی قیمت نہیں۔

❸ ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾ ❸

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے ہلاکت ہے اور اس (اللہ تعالیٰ)

---

❶ ٥/ المائدة:٥۔ ❷ ٤٧/ محمد:١۔ ❸ ٤٧/ محمد:٨، ٩۔

نے ان کے اعمال ضائع کر دیے یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی (شریعت) کو ناپسند کیا لہٰذا اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔"

یہاں اللہ رب العالمین نے کفار کے اعمال کی بربادی کا بنیادی سبب بیان فرمایا ہے کہ یہ لوگ اللہ جل شانہ کی طرف سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجی ہوئی شریعت کو ناپسند کرتے ہیں، نہ اس کی عزت و عظمت ان کے دلوں میں ہے اور نہ ہی ان کا قصد و تسلیم کا ارادہ، لہٰذا ان کے وہ عمل جنہیں وہ اچھے (نیک) تصور کرتے ہیں اللہ جلّ جلالہٗ نے غارت کر دیے ہیں۔

4 ﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴾ [1]

"مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا (یہ ہے کہ) ان کے اعمال ایسی راکھ کی طرح ہیں جسے آندھی نے ایک طوفانی دن میں اڑا دیا ہو۔ وہ (کفار) اپنے کیے ہوئے اعمال کا کچھ بھی (پھل) نہ پا سکیں گے یہی تو پرلے درجے کی گمراہی ہے۔"

مذکورہ آیت کریمہ میں کفار کے اعمال کی مثال بیان ہو رہی ہے کہ کل قیامت کے دن جب کفار ہر لحاظ سے محتاج ہوں گے اور سوچ رہے ہوں گے کہ ابھی ہمیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ملنے ہی والا ہے مگر بدلہ نہیں ملے گا۔ اور یہ محروم رہ جائیں گے، مارے حسرت و ندامت کے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں گے کہ ہائے ہمارے ساتھ یہ کیا ہوا۔؟ ہمیں تو یہ توقع ہی نہیں تھی کہ ہمارے اعمال هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (اڑتی ہوئی خاک) ہو جائیں گے۔

جیسے تیز آندھی والے دن ہوا راکھ کو اڑا کر ادھر ادھر دور دور تک بکھیر دیتی ہے بالکل اسی طرح کفار کے اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے۔ جیسے اس بکھری ہوئی راکھ کا جمع کرنا محال ہے ایسے ہی کفار کے بے سود اعمال کا بدلہ ملنا محال ہے۔ سچ کسی نے کہا ہے کہ کفار کے اعمال ایسے ہیں جیسے بغیر بنیاد کے عمارت۔

---

[1] ١٤/ ابراهيم:١٨۔

4 ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ 1

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال (کی مثال ایسے ہے) جیسے چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت ہو جسے پیاسا شخص (دور سے) پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا (ہاں) اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا پورا پورا حساب چکا دیتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔''

یہاں ایک دوسرے طریقے سے کفار کے اعمال کی مثال بیان کی جارہی ہے کہ جیسے کسی ریگستان میں ایک پیاسا دور سے چمکتی ہوئی ریت کو پانی سمجھ کر اس کی طرف آتا ہے تاکہ اس سے اپنی پیاس بجھائے۔ وہ پیاس کا مارا جب گرم ریت کا میدان طے کر کے دوڑتا ہوا وہاں پہنچتا ہے تو اسے وہاں کچھ بھی نہیں ملتا۔ سخت مایوسی اور حیرت وحسرت سے اپنا سا منہ لے کر رہ جاتا ہے، دیکھتا ہے کہ وہاں پانی کا قطرہ تو کجا اس کا نام ونشان تک نہیں۔ یہی حال ان کافروں کا ہے کہ وہ اس خیال میں مستغرق رہتے ہیں کہ ان کے اعمال انہیں کامیابی سے شادکام کردیں گے مگر فوت ہونے کے بعد جب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو وہاں ان کے اعمال کا نام ونشان تک نہ ہوگا سبھی اعمال برباد ہو چکے ہوں گے۔

حدیث: 1

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ، وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا)) 2

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

1 ۲۴/ النور: ۳۹۔ 2 مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب جزاء المومن بحسناته في الدنيا والآخرة، رقم: ۲۸۰۸۔

''بے شک اللہ تعالیٰ مومن پر (ایک) نیکی کا بھی ظلم نہیں کرتا اسے اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جائے گا اور آخرت میں بھی۔ اور رہا کافر تو اس نے دنیا میں جو نیکیاں اللہ کے لیے کی ہیں ان کا اجر اس کو دنیا ہی میں دے دیا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو کوئی نیکی اس کے لیے نہیں ہوگی جس کا اسے صلہ دیا جائے۔''

حدیث:۲

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنَّ الْكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا، وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُدَّخِرُ لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ وَيُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهٖ)) [1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک کافر جب اچھا عمل کرتا ہے تو اس کا لقمہ (صلہ) اسے دنیا ہی میں کھلا دیا جاتا ہے اور رہا مومن تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی نیکیوں کو آخرت (کے لیے) ذخیرہ کرتا ہے اور دنیا میں بھی اس کو اپنی اطاعت (کرنے) پر روزی دیتا ہے۔''

حدیث:۳

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهٗ؟ قَالَ: ((لَا يَنْفَعُهٗ، اِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ)) [2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اسے فائدہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے کچھ فائدہ نہ دیں گے، کیوں کہ اس نے کبھی یوں نہیں کہا کہ اے میرے رب!

---

[1] ایضًا۔ [2] مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لا ینفعه عمل، رقم: ٢١٤ (٥١٨)۔

قیامت کے دن میرے گناہ معاف فرما دینا۔"

حدیث: ۴

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرٌو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ، فَقَالَ: حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي أَوْصَى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَ بَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً، أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ))** [1]

جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلاموں کو آزاد کر دیا پھر اس کے بیٹے عمرو نے اس کی طرف سے باقی پچاس غلاموں کو آزاد کرنا چاہا تو کہا: میں پہلے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور میرے بھائی ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور باقی پچاس اس کے ذمہ ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ (عاص بن وائل) مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کا ثواب اسے پہنچ جاتا۔"

امام نووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

---

[1] سنن ابی داود، كتاب الوصايا، باب ما جاء في وصية الحربي ... رقم: ٢٨٨٣، قال ...

علما کا اس پر اجماع ہے کہ جو کافر کفر پر مر جائے اس کو آخرت میں کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جو کام کیے ہوں گے اس کو ان کی کوئی جزا نہیں ملے گی اور اس باب کی احادیث میں یہ تصریح ہے کہ اس نے دنیا میں صلہ رحمی، صدقہ، غلاموں کو آزاد کرنا، مہمان نوازی اور جو دوسری نیکیاں کی ہیں ان کی جزا اس کو دنیا میں دے دی جائے گی اور مومن کی نیکیوں کو آخرت کے لیے جمع کیا جائے گا اس کے باوجود اس کو دنیا میں بھی اجر ملے گا۔ ❶

کفر کے دیگر نقصانات

☆ روز قیامت کفار سے فدیہ نہیں لیا جائے گا:

❊ ﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴾ ❷

''بے شک جنھوں نے کفر کیا اور مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر ہی تھے پس ان میں سے کسی ایک سے بھی زمین کے بھراؤ کے برابر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا گو فدیہ کے طور پر وہ اس کے ذریعے جان چھڑانی چاہے گا یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوں گے۔''

❊ ﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴾ ❸

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اگر ان کے پاس زمین کی ساری چیزیں اور اتنی اور ہوں تاکہ انھیں دے کر وہ اپنے آپ کو قیامت کے دن کے عذاب سے بچا لیں تو وہ ساری چیزیں ان کی جانب سے قبول نہیں کی جائیں گی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ لوگ آگ سے نکلنا چاہیں گے لیکن کبھی بھی

---

❶ بحواله شرح صحيح مسلم، از غلام رسول سعيدی: ٧/ ٦٢٦۔

❷ ٣/ آل عمران: ٩١۔ ❸ ٥/ المائدة: ٣٦، ٣٧۔

نکل نہ پائیں گے ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔"

☆ اللہ تعالیٰ کفار سے محبت نہیں کرتا:

❊ ﴿فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ ❶

"پس بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔"

☆ کفار پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے:

❊ ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ ❷

"بے شک جو کفار اپنے کفر میں ہی مر جائیں ان پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔"

☆ کفار ابدی جہنمی ہیں:

❊ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا﴾ ❸

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کوئی حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔"

☆ قیامت کا دن کفار پر سخت ہوگا:

❊ ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنزِيلًا ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا﴾ ❹

"اور جس دن آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے لگاتار اتارے جائیں گے۔ حقیقی بادشاہی اس دن رحمٰن (اللہ) ہی کی ہوگی اور یہ دن کافروں کے لیے سخت ہوگا۔"

---

❶ ۳/ آل عمران: ۳۲۔ ❷ ۲/ البقرۃ: ۱٦۱۔

❸ ۳۳/ الاحزاب: ٦٤، ٦٥۔ ❹ ۲۵/ الفرقان: ۲۵، ۲٦۔

☆ کفار اللہ کے نزدیک ساری مخلوق سے بدتر ہیں:

❊ ﴿ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ ❶

''بے شک تمام جانداروں میں سے بدتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا پس وہ ایمان نہیں لاتے۔''

❊ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴾ ❷

''بے شک وہ لوگ جو اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔''

☆ کفار کا جنازہ پڑھنے کی ممانعت:

❊ ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴾ ❸

''اور ان میں سے کوئی مر جائے تو نہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ہی (دعائے خیر کے لیے) اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اسی نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔''

گو یہ آیت منافقوں کے متعلق ہے تاہم اس کا حکم عام ہے جو ہر طرح کے کافروں کو شامل ہے۔

☆ کفار کے خلاف جہاد کرو:

❊ ﴿ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴾ ❹

''پس آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں اور اس (قرآن) کے ذریعے ان سے زبردست جہاد کرو۔''

❊ ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ

---

❶ ٨/ انفال:٥٥۔ ❷ ٩٨/ البينة:٦۔

❸ ٩/ التوبة:٨٤۔ ❹ ٢٥/ الفرقان:٥٢۔

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴾ ❶

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔''

کفر کی اقسام

علماء کرام نے کفر کی دو قسمیں بیان کی ہیں: ① کفرِ اکبر ② کفرِ اصغر

پہلی قسم: کفرِ اکبر

کفرِ اکبر سے مراد وہ کفر ہے جو مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ آگے اس کی بھی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) کفرِ تکذیب (جھٹلانا): اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴾ ❷

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا جب حق بات اس کے پاس آئے تو اس کی تکذیب کرے، کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں۔؟''

(۲) کفرِ تکبر و انکار: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴾ ❸

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔''

(۳) شک و شبہ کا کفر: اسے کفرِ ظن (گمان) بھی کہا جاتا ہے اس کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا

❶ ٦٦/ التحریم:٩۔ ❷ ٢٩/ العنکبوت:٦٨۔ ❸ ٢/ البقرة:٣٤۔

مُنْقَلَبًا۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا۝ؕ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا۝﴾ ❶

''اور وہ (ایسی شیخیوں سے) اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا، کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہوگا اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیام برپا ہوگی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو وہاں ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا۔ تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا: کیا تم اس (اللہ) سے کفر کرتے ہو، جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تمہیں پورا مرد بنایا، مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ہی میرا رب ہے۔ اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

(۴) اعراض کا کفر: اس کی دلیل یہ ارشاد باری ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ۝﴾ ❷

''اور کافروں کو جس چیز کی نصیحت کی جاتی ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔''

(۵) کفر نفاق: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۝﴾ ❸

''یہ اس لیے کہ یہ (پہلے تو) ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، سو اب یہ سمجھتے ہی نہیں۔''

دوسری قسم: کفرِ اصغر

کفرِ اصغر سے ایک مسلمان دائرہ اسلام سے نہیں نکلتا، اسے عملی کفر بھی کہا جاتا ہے جیسے کفر نعمت، کلام پاک میں اس کی مثال یوں بیان کی گئی ہے:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ﴾ ❹

---

❶ ۱۸/ الکھف: ۳۵ تا ۳۸۔ ❷ ۴٦/ الاحقاف: ۳۔

❸ ٦۳/ المنافقون: ۳۔ ❹ ۱٦/ النحل: ۱۱۲۔

''اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ وہ (ہر طرح) امن وچین سے بستی تھی۔ اس کے پاس ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا، مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔''

مسلمان کا مسلمان سے جنگ وجدال بھی اس میں داخل ہے، ارشاد نبوی ہے:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) [1]

''مسلمان کو سب وشتم کرنا فسق ہے اور اس سے لڑنا جھگڑنا کفر ہے۔''

نیز فرمایا:

((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) [2]

''میرے بعد تم پھر کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔''

اس میں غیر اللہ کی قسم بھی داخل ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) [3]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو بھی مومن کہا ہے، آیت کریمہ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ﴾ [4]

''مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے۔''

یہاں پر قاتل کو مومنوں کے زمرہ سے الگ نہیں کیا گیا بلکہ اس کو قصاص کے ولی کا بھائی بتایا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ﴾ [5]

''اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرارداد کی) پیروی

---

[1] بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۴۸۔ [2] ایضاً، کتاب العلم، رقم: ۱۲۱۔
[3] ترمذی، کتاب النذور، رقم ۱۵۳۵ صحیح۔ [4] ۲/ البقرۃ: ۱۷۸۔ [5] ایضاً۔

(یعنی مطالبہ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔''

بلاشبہ بھائی سے مراد یہاں دینی بھائی ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ﴾ [1]

''اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔''

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ﴾ [2]

''مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔''

کفرِ اکبر و کفرِ اصغر میں فرق کا خلاصہ

① کفرِ اکبر ایک مسلمان کو ملت اسلامیہ کے دائرہ سے نکال دیتا ہے۔ اس کے اعمال کو ختم کر دیتا ہے، جب کہ کفرِ اصغر ایک مسلمان کو دائرہ ملت سے نہیں نکالتا اور نہ ہی اس کے اعمال کو ختم کرتا ہے، ہاں اس میں نقص ضرور پیدا کر دیتا ہے۔

② کفرِ اکبر صاحب کفر کو ہمیشہ کے لیے جہنم رسید کر دیتا ہے، جب کہ کفرِ اصغر صاحب کفر کو ہمیشہ کا جہنمی نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر سکتا ہے اور اس کو سرے سے ہی جہنم سے بچا سکتا ہے۔

③ کفرِ اکبر سے صاحبِ کفر کا جان و مال مباح ہو جاتا ہے، جب کہ کفرِ اصغر اس کی جان و مال کو مباح نہیں کرتا۔

④ کفرِ اکبر کی وجہ سے صاحبِ کفر اور مومنوں کے درمیان اصلی عداوت و دشمنی لازمی ہے، لہٰذا مومنوں کے لیے صاحبِ کفرِ اکبر سے محبت و دوستی چاہے وہ کتنا ہی قریب ہو جائز نہیں۔ جہاں تک کفرِ اصغر کی بات ہے تو اس کی وجہ سے صاحبِ کفرِ اصغر سے دوستی کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس کے ایمان کی مقدار کے برابر اس سے محبت و دوستی کی جا سکتی ہے اور اس کے کفر و عصیان کی مقدار کے برابر اس سے بغض و دشمنی رکھی جا سکتی ہے۔ [3]

---

[1] ٤٩/ الحجرات: ٩۔ [2] ٤٩/ الحجرات: ١٠۔

[3] کتاب التوحید از دکتور صالح بن فوزان، ص: ٣٣ تا ٣٩۔

فصل: 2

ارتداد

لغوی اعتبار سے ارتداد کے معنی پھر جانے اور پلٹ جانے کے ہیں جبکہ اصطلاح میں اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرنے کا نام ارتداد ہے۔ مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے۔

علامہ ابوبکر جابر الجزائری رقمطراز ہیں:

دین اسلام ترک کر کے کسی دوسرے دین مثلاً نصرانیت، یہودیت یا لادینیت (بے دینی) مثلاً الحاد اور اشتراکیت کو اپنانے والا مرتد ہے جبکہ وہ عاقل ہو اور اس نے یہ تبدیلی کسی جبر کے بغیر اپنے ارادہ و اختیار سے کی ہو۔ [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں: اَلْمُرْتَدُّ شَرٌّ مِنَ الْكَافِرِ الْأَصْلِيِّ مِنْ وُجُوْهٍ كَثِيْرَةٍ [2] مرتد کئی وجوہات کی بنا پر کافر سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

مرتد کے بربادی اعمال کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

① ﴿ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ [3]

"اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے اور اس کی موت اس حال میں واقع ہو کہ وہ کافر ہی ہو۔ پس وہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی وہ لوگ ہیں جو جہنمی ہیں اور اس (جہنم) میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ جو شخص اپنے دین سے برگشتہ ہو جائے یعنی دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اپنا لے اور پھر اسی ملت غیر پر اس کی موت واقع ہو تو اس کے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے اسے دنیا میں بھی سزا بھگتنا پڑے گی اور

---

[1] منہاج المسلم، ص: ۷۵۶۔ [2] مجموع الفتاوی: ۲/ ۱۹۳۔

[3] ۲/ البقرۃ: ۲۱۷۔

آخرت میں بھی۔ دنیا میں تو اس کی سزا یہ ہوگی کہ اس کی جان و مال محفوظ نہ رہے گا، مسلمان بیوی سے نکاح قائم نہ رہ سکے گا، مسلمان کی میراث سے اسے حصہ نہیں ملے گا اور اگر اسلامی حکومت ہو تو اس بدعہد باغی اور مرتد کو اللہ تعالیٰ کی سرزمین پر زندہ رہنے کا بھی حق نہیں اور آخرت میں یہ سزا ملے گی کہ مرتے ساتھ ہی سیدھا جہنم میں جائے گا جو کچھ اس نے اچھے اعمال کیے تھے سب کے سب ضائع ہو جائیں گے یہ بدنصیب اپنے آپ کو ہر ساعت کے اجر اور ہر عبادت کے ثواب سے محروم پائے گا۔

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

آیت میں اس (مرتد) کی اُخروی سزا بیان کی جارہی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حالت میں کیے گئے اعمال صالحہ بھی کفر وارتداد کی وجہ سے کالعدم ہو جائیں گے اور جس طرح ایمان قبول کرنے سے انسان کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح کفر وارتداد سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں، تاہم قرآن کے الفاظ سے واضح ہے کہ حبط اعمال اسی وقت ہوگا جب خاتمہ کفر پر ہوگا، اگر موت سے پہلے تائب ہو جائے گا تو ایسا نہیں ہوگا یعنی مرتد کی توبہ قبول ہے۔ ❶

شیخ عمر فاروق حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کی راہ اختیار کرنا سراسر نقصان کا سودا ہے۔ اس سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور سزا یقینی ہو جاتی ہے۔ ارتداد کے بعد بھی دین حق کی طرف لوٹنے کی مہلت ہے سزا تو صرف اسی کے لیے ہے جو کفر کی حالت میں دنیا سے جائے گا۔ ❷

① ﴿ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ ﴾ ❸

---

❶ احسن البیان، ص: ٤٢۔ ❷ الفرقان، ص: ٤٧٣۔

❸ ٤٧/ محمد: ٢٥، ٢٨۔

''بے شک وہ لوگ جو ہدایت ظاہر ہونے کے بعد بھی اپنی پیٹھوں کے بل الٹے پھر گئے۔ شیطان نے (یہ کام) ان کو مزین کر دکھایا اور انہیں لمبی آرزوئیں دلائیں۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جنھوں نے اس (شریعت) کو ناپسند کیا جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی کہ ہم بعض کاموں میں تمہارا کہا مانیں گے اور اللہ ان کی پوشیدہ باتیں تک سے واقف ہے۔ پس کیسا (حال ہوگا) جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہوئے ان کے چہروں اور ان کی سرینوں پر ماریں گے۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کیا اور انہوں نے اس (اللہ) کی رضا کو ناپسند جانا تو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔''

اسلام کے بعض احکام کا اقرار اور بعض کا انکار کرنے سے بھی کفر وارتداد لازم آتا ہے۔ مذکورہ بالا آیات میں ایسے ہی لوگوں کا بیان ہے جو اسلام کے بعض احکامات کو تو مانتے ہیں مگر بعض کا انکار کرتے ہوئے یہود ونصاریٰ کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ لوگ شریعت محمدی کو چھوڑ کر ایسے راستے پر چلے کہ جس پر چلنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور پھر یہ کہ کتاب وسنت کو چھوڑ کر کسی اور چیز کی پیروی کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی رضا کو پسند نہیں کرتے کیونکہ رضائے الٰہی اسی میں تھی کہ مرتے دم تک شریعت محمدی پر جمے رہتے مگر انہوں نے اس کے الٹ کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو مول لیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے جو تھوڑے بہت اچھے اعمال تھے وہ برباد کر دیے۔

ارتداد کے دیگر نقصانات

☆ مرتے وقت مرتد کی توبہ قبول نہیں:

* ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ﴾ [1]

''بے شک جن لوگوں نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا پھر وہ کفر میں زیادہ ہو گئے تو ہرگز ان کی توبہ قبول نہ ہوگی اور یہی وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہیں۔''

[1] آل عمران: ۹۰۔

اس توبہ سے مراد وہ توبہ ہے جو موت کے وقت ہو، وہ قبول نہیں ہوتی ورنہ توبہ کا دروازہ تو ہر وقت ہر کسی کے لیے کھلا ہے۔

* عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدٍ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ)) [1]

جناب حکیم بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (معاویہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی توبہ قبول نہیں کرتا جو اسلام لانے کے بعد کفر کرے۔''

☆ مرتد کو قبر کی مٹی نے قبول نہیں کیا:

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ، وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ. [2]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا اس نے سورۂ بقرۃ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی ﷺ کا کاتب بن گیا پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے کچھ معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو

---

[1] مسند احمد: ۵/ ۲، قال الالبانی: حسن۔

[2] بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، رقم: ۳۶۱۷۔

انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائیوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو کہ بہت زیادہ گہری تھی لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد ﷺ اوران کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی جتنی گہری ان کے بس میں تھی پھر اس کو اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو لاش پھر باہر تھی اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں (بلکہ یہ اسے اللہ کی طرف سے سزا مل رہی ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔

☆ مرتد کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا﴾ ❶

"بے شک جن لوگوں نے ایمان قبول کر کے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گا اور نہ ہی انہیں راہ ہدایت سمجھائے گا۔"

☆ مرتد واجب القتل ہے:

اَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ لِاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ)) وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ)) ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو (جو علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خدا کہتی تھی) جلا دیا تھا جب

---

❶ النساء: ۱۳۷۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب لا یعذب بعذاب الله، رقم: ۳۰۱۷۔

یہ خبر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو انہیں کبھی نہ جلاتا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو۔'' البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جو شخص اپنا دین (یعنی اسلام) بدل دے اسے قتل کر دو۔''

ارتداد کی اقسام

اہل علم نے ارتداد کی چار قسمیں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

① **قولی ارتداد:** جیسے اللہ تعالیٰ اس کے رسول یا اس کے فرشتے یا گزشتہ انبیا میں سے کسی نبی کو گالی دینا، علم غیب کا دعویٰ کرنا، نبوت کا دعویٰ کرنا، جو نبوت کا دعویٰ کرے اس کی تصدیق کرنا یا مافوق الاسباب کسی سے مدد طلب کرنا جب کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قادر نہیں۔

② **عملی ارتداد:** اس کی مثال بت، شجر، حجر، مزار، مقابر پر بطور عبادت سجدہ کرنا، اس کے لیے قربانی کرنا، گندی جگہوں پر قرآن مجید رکھنا، جادوگری کرنا، اسے سیکھنا اور سکھانا، اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ شریعت کے علاوہ دوسرے قوانین کے مطابق فیصلہ دینا اور شریعت کے علاوہ انسانی قانون ہی کو مسئلہ کا حل سمجھنا۔

③ **اعتقادی ارتداد:** جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی شرکت کا اعتقاد یا پھر یہ عقیدہ رکھنا کہ زنا، شراب اور سود (وغیرہ) حلال ہے یا نماز فرض نہیں۔ اس طرح کی تمام وہ چیزیں جن کی حلت و حرمت یا وجوب پر امت کا قطعی اجماع ہے اور اس سے کوئی شخص ناواقف نہیں اس اجماع کے خلاف عقیدہ رکھنا۔

④ **ارتداد بوجہ شک:** کسی ایسی چیز میں شک کے ذریعے ارتداد کرنا جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے جیسے شرک، زنا و شراب کی حرمت میں شک کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت یا دیگر انبیا میں سے کسی کی رسالت و نبوت پر شک کرنا یا مذہب اسلام پر شک کرنا یا موجودہ دور میں اس کے قابل تنفیذ ہونے پر شک کرنا وغیرہ۔ [1]

---

[1] کتاب التوحید از دکتور صالح بن فوزان، ص: ٥٥، ٥٦؛ نیز دیکھیں: مختصر الفقہ الاسلامی، ص: ٩٢٧۔

مرتد کا حکم: مرتد کو اسلام میں واپس آنے کی تین دن تک مہلت دی جائے اور اس بارے میں سختی کی جائے اگر وہ اسلام میں واپس آ جائے تو بہتر ورنہ اسے بطور حد قتل کر دیا جائے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)) ''جو اپنا دین تبدیل کرے اس کو قتل کر دو۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمُفَارِقُ لِدِينِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ)) [1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں۔ اس بات کی گواہی دینے والے کسی بھی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے تین طریقوں کے: جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی اور اپنا دین ترک کر کے جماعت سے جدا ہونے والا۔''

علماء فرماتے ہیں کہ قتل کے بعد مرتد کو غسل نہ دیا جائے، اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دفن کیا جائے اور مسلمان ورثاء اس کا مال تقسیم نہ کریں بلکہ اس کا سارا ترکہ مسلمانوں کے لیے ہے جسے امت کے مصالح پر خرچ کیا جائے گا۔ [2]

---

[1] بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ......﴾، رقم: ٦٨٧٨۔

[2] منہاج المسلم، ص: ٧٥٧۔

فصل: 3

نفاق

لغت کے اعتبار سے لفظ نفاق فعل نافق ینافق کا مصدر ہے۔ یہ لفظ النافقا سے ماخوذ ہے جو گوہ کے بل کے خفیہ نکاسی اور منہ کو کہتے ہیں۔ گوہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب اسے بل کے ایک منہ سے تلاش کیا جائے تو وہ دوسرے منہ سے نکل جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لفظ نفق سے ماخوذ ہے جو ان بلوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جن میں گوہ چھپتے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں نفاق کے معنی ہیں: زبان سے ایمان و اسلام کا اظہار کرنا اور دل میں کفر و شر کو چھپائے رکھنا۔ اسے نفاق اس لیے کہا جاتا ہے کہ منافق ایک دروازے سے شریعت میں داخل ہوتا ہے تو دوسرے دروازے سے نکل جاتا ہے۔ [1]

نفاق ایک ایسی خطرناک بیماری ہے کہ آدمی اس میں مبتلا رہتے ہوئے بھی اس کا احساس نہیں کر پاتا۔ عام طور پر لوگ اس سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے بسا اوقات آدمی اس کا شکار ہو کر بجائے مفسد کے خود کو مصلح سمجھ بیٹھتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا موذی مرض ہے کہ اگر انسان کے اندر آ جائے تو بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور اپنے ساتھ دیگر کئی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔

مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۰۷ھ) فرماتے ہیں:

اسلام میں نفاق (Hypocrisy) بدترین روسیاہی، ایمان کی رسوائی اور غضب الٰہی کا موجب ہے۔ [2]

نفاق بھی ان بیماریوں میں سے ہے جو بربادی اعمال کا سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

[1] ﴿ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ

---

[1] كتاب التوحيد، ص: ۳۹، ۴۰۔ [2] رياض الاخلاق، ص: ۸۲۔

أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾ 1

''(وہ منافقین) تم پر (مدد کرنے میں) بخیل ہیں پھر جب خوف ودہشت کا موقع آجائے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ آپ کی طرف نظریں جما دیتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح گھومتی ہیں جیسے اس شخص کی جس پر موت کی غشی طاری ہو پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم پر اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں۔ مال کے بڑے ہی حریص ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) یہ ایمان لائے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے۔''

اس آیت میں منافقین کی بخیلی، بزدلی اور پست ہمتی کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ بڑے ہی بخیل ہیں نہ ان سے تمہیں کوئی مدد پہنچ سکتی ہے اور نہ ان کے دلوں میں تمہاری ہمدردی ہے، نہ ہی مال غنیمت میں تمہارے حصے پر یہ خوش ہوتے ہیں، خوف کے وقت ان نامردوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جاتے ہیں، آنکھیں چھاچھ پانی ہو جاتی ہے، مایوسانہ نگاہوں سے تکنے لگتے ہیں۔ لیکن خوف دور ہوا تو فوراً انہوں نے لمبی زبانیں نکال ڈالیں اور بڑھے چڑھے دعوے کرنے لگے اور شجاعت ومردی کا دم بھرنے لگے اور مال غنیمت پر بے طرح گرنے لگے: ہمیں ہمیں دو کا غل مچا دیتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھی ہیں، ہم نے جنگی خدمات انجام دی ہیں، ہمارا حصہ ہے اور جنگ کے وقت صورتیں بھی نہیں دکھاتے، بھاگنے والوں کے آگے اور لڑنے والوں کے پیچھے رہتے ہیں۔ دونوں عیب جس میں جمع ہوں اس جیسا بے خیر انسان اور کون ہوگا، امن کے وقت عیاری، بدخلقی، بدزبانی اور لڑائی کے وقت نامردی روباہ بازی اور زنانہ پن، لڑائی کے وقت حائضہ عورتوں کی طرح الگ اور یکسو اور مال لینے کے وقت گدھوں کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں۔ 2

منافقین جن کے یہ چند گھٹیا اوصاف ذکر کیے گئے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ ان کے دلوں میں فی الحقیقت ایمان نہیں اگرچہ ظاہر میں یہ مسلمان ہی دکھائی

---

1 [illegible] 2 [illegible]

دیتے ہیں مگر ان کے اندر ایمان نام کی کوئی چیز موجود نہیں اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اعمال کی قبولیت میں ایمان شرط اول ہے جس سے ان کے دل خالی ہیں۔

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۱۶ھ) رقمطراز ہیں:

ان کے دلوں میں کفر ہی کفر چھپا ہے اور اعمال کی اخروی جزا کے لیے ایمان شرط اول ہے جو ان میں سرے سے ہے ہی نہیں۔ لہٰذا ان کے سب اعمال رائیگاں جائیں گے اور جو بداعمالیاں ہیں ان پر ضرور گرفت ہوگی اور ان کی سب سے بڑی بدعملی نفاق ہے۔ ❶

جن کے اندر نفاق جیسی غلیظ ترین بیماری ہو ان کے اعمال کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ ایسے لوگوں کے اعمال کا ضائع کرنا اللہ جل شانہ کی ذات پر کچھ مشکل نہیں بلکہ نہایت ہی آسان ہے۔

❷ ﴿فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ۝﴾ ❷

''آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان (یہود و نصاریٰ، مشرکین) میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے (کہیں) ایسا نہ ہو کہ ہم پر کوئی مصیبت آن پڑے۔ سو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ (مومنوں کے لیے) فتح یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر (اس وقت) وہ (منافقین) جو کچھ اپنے دلوں میں چھپاتے تھے اس پر پچھتائیں گے اور ایمان والے کہیں گے: کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال برباد ہو چکے ہیں۔ پس وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔''

اسی سورت کی آیت نمبر ۵۱ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہود و نصاریٰ کی دوستی سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اب ان آیات میں اپنے نبی جناب محمد رسول

---

❶ تیسیر القرآن: ۳/ ۵۷۰ حاشیہ: ۲۶۔ ❷ ۵/ المائدۃ: ۵۲، ۵۳۔

اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اے نبی ﷺ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہوتی ہے صرف وہی یہود ونصاریٰ کا ساتھ دیتے ہیں اور ان سے یارانے لگاتے ہیں اور وہ اس کی علت یہ بتاتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں جب حالات پلٹا کھائیں تو ہم ان کے محتاج نہ ہو جائیں اس لیے ہم ان کے شر سے بچنے کے لیے پہلے ہی سے احتیاطی تدابیر کر رہے ہیں حالانکہ انہیں بھی دیگر مسلمانوں کی طرح یقین کامل ہونا چاہیے تھا کہ اسلام غالب ہی ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ﴿ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [1] مگر ان منافقین کی سوچ اس کے الٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ منافقین جو اسلام کا لیبل لگا کر آج یہود ونصاریٰ کے در پر ٹھوکریں کھا رہے ہیں بھیک مانگ رہے ہیں اور درپردہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغضوب (جن پر اللہ کا غضب ہوا مراد یہودی) اور ضالین (گمراہ مراد نصاریٰ) کے ساتھ مل کر تدبیریں بنا رہے ہیں کوئی بات نہیں، ایک وقت آئے گا جب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح ونصرت عطا کرے گا اور یہود ونصاریٰ مغلوب ہو کر جزیہ دینے پر مجبور ہوں گے پھر اس وقت یہ منافقین اپنے کیے پر افسوس کریں گے اور اس وقت ان کی بدباطنی بھی کھل کر سامنے آجائے گی اور مسلمان تعجب کریں گے کہ کس طرح یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کیا کرتے تھے قسمیں کھایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم تو مسلمانوں کے ساتھ ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ نفاق کی بیماری نے نہ انہیں ادھر کا رہنے دیا اور نہ ادھر کا، نہ دنیا میں حساب ہونے دیا اور نہ ہی آخرت میں۔ وہ جو بظاہر مسلمانوں کے ساتھ مل کر اچھے اعمال کیا کرتے تھے وہ سب برباد اور ضائع ہو گئے۔

نفاق کے دیگر نقصانات

☆ منافقوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، لعنت اور جہنم کا عذاب:

﴿ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ

---

[1] ۵۸/ المجادلۃ: ۲۲.

السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ﴾ ❶

''اور تا کہ وہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں۔ (دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے اور اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔''

☆ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ ﴾ ❷

''یقیناً منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں جائیں گے اور آپ ان کے لیے ہرگز کوئی مددگار نہ پائیں گے۔''

❸ منافقوں کے لیے عذاب قبر:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ۔ اَوْ قَالَ: اَحَدُكُمْ. اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا: اَلْمُنْكَرُ، وَلِلْآخَرِ: اَلنَّكِيْرُ، فَيَقُوْلَانِ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ مَا كَانَ يَقُوْلُ: هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَيَقُوْلَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا، ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِيْنَ، ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: نَمْ، فَيَقُوْلُ: اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ؟ فَيَقُوْلَانِ: نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهِ اِلَيْهِ، حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ. وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لَا اَدْرِيْ، فَيَقُوْلَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ: فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ: اِلْتَئِمِيْ عَلَيْهِ، فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ فِيْهَا اَضْلَاعُهُ، فَلَا

---

❶ ٤٨/ الفتح: ٦۔ ❷ ٤/ النساء: ١٤٥۔

يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب میت دفن کی جاتی ہے۔'' یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمہارا کوئی ایک دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے، نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں (میت سے) پوچھتے ہیں: اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تو کیا کہتا تھا؟ (مؤمن) وہی جواب دیتا ہے جو وہ (دنیا میں) کہتا تھا یعنی وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (اور کہتا ہے) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر وہ دونوں (فرشتے) کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم تھا کہ تم یہی جواب دو گے۔ پھر اس کی قبر ستر در ستر ہاتھ وسیع کر دی جاتی ہے۔ پھر اس کے لیے اس (قبر) میں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: سو جا، وہ کہتا ہے: میں اپنے اہل وعیال کے پاس جانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں (اپنے اچھے انجام کی) خبر دوں۔ وہ فرشتے کہتے ہیں: (یہ ممکن نہیں اب) تم دلہن کی طرح سو جاؤ جسے اس کے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب (خاوند) کے علاوہ اور کوئی نہیں جگاتا۔ (مومن سو جاتا ہے) حتی کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اسے اس کی اس خواب گاہ سے جگائے گا۔ اور اگر (مرنے والا) منافق ہو تو (فرشتوں کے سوال کے جواب میں) کہتا ہے میں نے لوگوں کو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق) کچھ کہتے ہوئے سنا تھا پس میں بھی وہی کچھ کہتا تھا (مزید) میں نہیں جانتا۔ فرشتے کہتے ہیں: ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی کچھ کہے گا۔ پھر زمین کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم ملتا ہے کہ اسے جکڑ لے۔ پس وہ اسے جکڑ لیتی ہے پھر اس (منافق) کی پسلیاں ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں۔ پس وہ ہمیشہ اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہے

---

❶ ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، رقم: ۱۰۷۱۔ وقال ترمذی: حدیث ابی هریرة حدیث حسن غریب۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے اس ٹھکانے سے اٹھا کھڑا کرے گا۔''

نفاق کی اقسام

علمائے کرام نے نفاق کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں (۱) اعتقادی نفاق (۲) عملی نفاق

اعتقادی نفاق: اسے نفاق اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ اس نفاق میں منافقین بظاہر اسلام کی نمائش کرتے ہیں لیکن اپنے اندر کفر کو چھپاتے ہیں۔ نفاق کی یہ قسم جس انسان کے اندر بھی پائی جائے بلاشبہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں گرے گا۔ ایسے منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام برے اوصاف سے متصف کیا ہے۔ کبھی کافر کہا: کبھی بے ایمان کہا، کبھی دین اور دین داروں کا مذاق اڑانے والوں سے تعبیر کیا۔

عملی نفاق: اس سے مراد دل میں ایمان کے ساتھ ساتھ نفاق کے اعمال میں سے کچھ کا ارتکاب کرنا۔ اس نفاق سے آدمی ملت اسلامیہ سے خارج تو نہیں ہوتا لیکن خارج کرنے والے راستے کو اپنے لیے ہموار ضرور کرتا ہے۔

جناب ابو یاسر عبداللہ بن بشیر لکھتے ہیں:

نفاق کی یہ قسم انسان کو اسلام سے خارج تو نہیں کرتی لیکن منافق کے مشابہ کر دیتی ہے، یہ اس وقت ہے جب انسان کے اندر نفاق کی کوئی ایک نشانی پائی جائے مثلاً جھوٹ، امانت میں خیانت، وعدہ خلافی، اور گالی گلوچ وغیرہ۔ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا لیکن بہت بڑا گناہ گار ہوتا ہے اور ڈر رہتا ہے کہ یہ چیزیں اس کو اعتقادی نفاق تک نہ پہنچا دیں۔ استاد محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مومن آدمی ایک آدھ دفعہ ان گناہوں کا ارتکاب کر لے تو وہ منافق نہیں بن جاتا کیوں کہ مومن سے بھی گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ جب یہ گناہ کسی بندے کی عادت بن جائیں تو وہ منافق ہے اگر کسی انسان کے اندر یہ علامتیں پوری جمع ہو جائیں تو ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دل سے ایمان رکھتا ہو۔ مثلاً وہ جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ پورا نہ کرے، ہر امانت میں خیانت کرے۔ تو صرف عملی ہی نہیں اعتقادی منافق بھی ہو گا۔ کیونکہ بات کرنے اور وعدہ میں ایمان کا اقرار بھی شامل ہے۔ ان میں جھوٹ

بولے تو یہ صرف عملی منافق کیسے رہا؟ جھوٹ تو اہل ایمان کا شیوہ ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴾ ❶

''جھوٹ صرف وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ اصل میں جھوٹے ہیں۔''

اگر ہر بات ہر عمل اور نیت میں جھوٹ ہی جھوٹ ہو تو ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ)) ❷

''جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور آگ کی طرف لے جاتا ہے۔'' ❸

منافقوں کی نشانیاں:

① **چار بڑی نشانیاں:** سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار خصلتیں ایسی ہیں جس میں یہ پائی گئیں وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان میں سے ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (1) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (2) اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے (3) جب عہد کرے تو توڑ دے۔ (4) اور جب جھگڑا کرے تو بدکلامی کرے۔'' ❹

مطلب یہ ہے کہ جب یہ چیزیں کسی انسان کی عادت ہی بن جائیں اور ان خصلتوں کا انسان پر غلبہ ہو جائے تو ایسی صورت میں انسان منافق بن جاتا ہے تاوقتیکہ انہیں چھوڑ دے اور سچے دل سے معافی مانگ لے، ہاں ایک آدھ دفعہ ان گناہوں کے ارتکاب سے انسان منافق نہیں بنتا۔ جیسا کہ سطور بالا میں ذکر ہو چکا ہے۔

---

❶ ۱۶/ النحل:۱۰۵۔ ❷ مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبح الکذب وحسن الصدق، رقم: ۶۶۳۹۔

❸ منافقین کا کردار اور علامات ص: ۱۸۔

❹ بخاری، کتاب الایمان، باب علامات النفاق، رقم: ۳۴۔

② متذبذب اور متردد ہونا: منافقوں کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ دین اسلام کی حقانیت، اسلامی عقائد و احکام کے متعلق متردد اور شک و شبہ کا شکار ہیں، منافقوں کی اس کیفیت کی حدیث مبارکہ میں یوں مثال بیان فرمائی گئی ہے: ''منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو نر کی تلاش میں دو ریوڑیوں کے درمیان بھاگی پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ اور کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے۔'' [1]

یعنی جس طرح مغلوب شہوت بکری نر کی تلاش میں کبھی اس ریوڑ کی طرف اور کبھی اس ریوڑ کی طرف بھاگی پھرتی ہے منافقوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے وہ کسی ایک مؤقف پر استقامت اختیار نہیں کرتے، کفر اور ایمان کے درمیان حیران اور مضطرب ہوتے ہیں، کھل کر نہ مومنوں کے ساتھ اور نہ ہی کافروں کے ساتھ۔ دین اسلام کی سچائی و حقانیت اور اسلامی عقائد و احکام کے سلسلے میں متردد اور شک و شبہ میں پڑے رہتے ہیں اسی لیے تو آئے دن دین اسلام اور اس کے عقائد و احکام پر نئے سے نئے اعتراضات پھینکتے رہتے ہیں ان کی بدزبانی اور بدکلامی سے نہ اسلام محفوظ اور نہ ہی اہل اسلام محفوظ۔

③ نماز کے سلسلے میں کوتاہیاں: منافقوں میں نماز کے سلسلے میں بھی بہت کوتاہیاں پائی جاتی ہیں مثلاً نماز باجماعت سے پیچھے رہنا، بلاوجہ نماز میں تاخیر کرنا، نماز عشاء اور فجر میں بالخصوص سستی دکھانا، لوگوں کے دکھاوے کی خاطر نماز پڑھنا، نماز میں ٹھونگیں مار کر جلدی بھاگنے کی کوشش کرنا وغیرہ گویا منافقین نماز کے سلسلے میں بہت سستی دکھاتے ہیں۔

④ جہاد کے سلسلے میں بزدلی: منافقوں کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ جہاد کے سلسلے میں بڑے بزدل ہیں، نہ جہاد پر جاتے ہیں اور نہ ہی ان کے اندر جذبہ جہاد پایا جاتا ہے اور اگر کبھی بامر مجبوری چلے بھی جائیں تو نہایت بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں مختلف حیلوں، بہانوں سے لوگوں کو جہاد سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجاہدین اور بالخصوص شہداء کے متعلق بڑے بڑے ناپاک اور بزدلانہ تبصرے ان کی گندی زبانیں اگلتی ہیں۔

⑤ اعمال خیر سے بھاگنا: منافقین کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ اعمال خیر سے پیچھے رہتے

---

[1] مسلم، کتاب المنافقین، رقم: ٢٧٨٤۔

ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خیر کے کاموں میں آگے بڑھو لیکن منافقوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ صدقہ خیرات کرنے میں نہایت کنجوس۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ کر امر بالمنکر اور نہی عن المعروف پر عمل پیرا ہیں، ذکر الٰہی سے غافل، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے کنی کتراتے ہیں۔

فصل: 4

شرک

اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات یا عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔ جبکہ اس کے مرتکب کو مشرک کہا جاتا ہے۔شرک ایک ایسا خطرناک، ہلاکت خیز اور ناقابل بخشش گناہ ہے جو انسان کی تمام نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے گویا شرک اتنی بڑی اور بری چیز ہے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ یہ عمل ہی برباد ہوگا بلکہ انسان کے وہ اعمال جو اس نے صحیح اور درست طریقے پر کیے ہوں گے وہ سب بھی ضائع ہو جائیں گے اور ان کا کوئی فائدہ نہیں رہے گا۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مشرکین سے دنیا اور آخرت کی بھلائی دور ہو جاتی ہے اور وہ راہ حق سے ہٹ جاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کو اور اپنے دونوں جہانوں کو برباد کر لیتے ہیں۔ [1] علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۴۹ھ) فرماتے ہیں: لا اثم اعظم من اثم الاشراك بالله ولا عقوبة اعظم من عقوبته فی الدنیا والاخرة لان الخلود الابدی فی النار [2] شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی دنیا و آخرت میں اس کی سزا سے بڑی کسی گناہ کی سزا ہے کیونکہ اس کی سزا ہمیشہ کے لیے دوزخ ہے۔

استاذ العلما مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۲۴ھ) فرماتے ہیں:

توحید سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور شرک سے فطرت آلودہ ہوتی ہے، شرک کے ہوتے ہوئے کسی بھی عمل صالح کا کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اور نجات کا حصول ممکن نہیں رہتا۔ [3]

دکتور صالح بن فوزان شرک کے متعلق فرماتے ہیں:

لان الشرك هو اعظم الفساد الذی تصاب به الامم وهو يناقض

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۷۶۲۔ [2] شرح صحیح البخاری لابن بطال: ۸/ ۵۶۹۔

[3] تفسیر اصدق البیان: ۳/ ۱۷۷۔

الخلق و الامر و لا فائدة في جميع الاعمال مع وجود الشرك . [1]

’’شرک بہت بڑا فساد ہے جسے امتیں پہنچتی ہیں۔ شرک (کائنات کی) تخلیق اور تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو عیب دار کرتا ہے۔ شرک کے وجود کے ساتھ تمام نیک اعمال کا کوئی فائدہ نہیں۔

شرک ایک ایسا نقص وعیب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کو پاک قرار دیا ہے لہٰذا جو شخص اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ چیز ثابت کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو پاک قرار دیا ہے لہٰذا شرک اللہ تعالیٰ کی سراسر نافرمانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

① ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [2]

’’اور اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب برباد ہو جاتے۔‘‘

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ جلیل القدر انبیاورسل کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں سیدنا ابراہیم، نوح، داود، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحیٰی، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، یسع، یونس، لوط، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک اعمال برباد کر دینے تھے۔

اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

② ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [3]

’’اور بلاشبہ یقیناً آپ کی طرف اور ان انبیاء کی طرف جو آپ سے پہلے تھے یہی وحی فرمائی گئی کہ اگر آپ نے شرک کیا تو بلاشبہ آپ کا نیک عمل ضائع ہو جائے گا اور آپ ضرور ضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔‘‘

---

[1] محاضرات في العقيدة والدعوة: ١/ ٤٤۔
[2] ٦/ الأنعام: ٨٨۔ [3] ٣٩/ الزمر: ٦٥۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ اور آپ سے پہلے تمام نبیوں کو بذریعہ وحی یہ بات بتادی گئی تھی کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آپ ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے جو قیامت کے روز حقیقی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

یاد رہے کہ اس سے یہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا کہ (نعوذ باللہ) انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی شرک کا صدور ممکن تھا کیونکہ انبیائے کرام تو جن مقاصد کے لیے مبعوث فرمائے گئے تھے ان میں اولین مقصد شرک کو جڑ سے اکھاڑنا اور توحید کو عام کرنا تھا، انبیاء کرام علیہم السلام کو مخاطب کر کے یہ بات کہنا بلاغت کا ایک اسلوب ہے۔ بسا اوقات مخاطب کسی اور کو کیا جاتا ہے مگر مقصود کوئی اور ہوتا ہے، یہاں بھی انبیاء کرام کو مخاطب کر کے امتوں کو شرک کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد لقمان السلفی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: ان انبیائے کرام کو نبی اور رسول ہونے کا جو شرف حاصل ہوا وہ محض اللہ کے فضل و کرم سے حاصل ہوا اور اسی ذات باری تعالیٰ نے انہیں دین خالص کی دعوت دی اور اگر وہ ان عظمتوں کے باوجود شرک کا ارتکاب کر بیٹھتے تو ان کے سارے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے، تو اگر دوسرے لوگ شرک کا ارتکاب کریں گے تو ان کا کیا حال ہوگا؟ [1]

مفسر قرآن مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۱۶ھ) فرماتے ہیں:

شرک ایسی بری بلا ہے کہ اگر مذکورہ بالا انبیا بھی شرک کرتے تو ان کے سب اعمال برباد ہو جاتے یہ بات بغرض تسلیم اور دوسروں کے لیے شدید تنبیہ کے طور پر بیان کی گئی ہے ورنہ انبیا سے شرک کا صدور ناممکنات سے ہے۔ انبیا کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ شرک کا استیصال کریں اور بندوں کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ دیں۔ [2]

بہر حال ان آیات بینات سے یہ بات تو خوب واضح ہوگئی کہ انسان خواہ ولایت کے کتنے ہی اعلیٰ درجے پر فائز کیوں نہ ہو اگر عمل میں شرک آ گیا تو اعمال صالحہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

③ ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ﴾ [3]

---

[1] تیسیر الرحمن: ۱/ ۴۱۶۔ [2] تیسیر القرآن، ص: ۱/ ۶۱۷۔

[3] ۹/ التوبة: ۱۷۔

''اور مشرکوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مساجد کو آباد کریں وہ تو خود اپنے آپ پر کفر کی شہادت دے رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال برباد ہوئے اور وہ ہمیشہ (دوزخ کی) آگ میں رہیں گے۔''

مساجد کو آباد کرنا یقیناً بہت بڑی نیکی ہے اور پھر بیت اللہ کو آباد کرنا تو اس سے بھی بڑی نیکی ہے۔ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین اس عظیم نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تو خود اپنے کفر و شرک کا اعتراف کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا تو کوئی عمل بھی قابل قبول نہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

شرک کے دیگر نقصانات

☆ شرک ظلم عظیم ہے:

❊ ﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ ❶

''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔''

☆ شرک نا قابل بخشش گناہ ہے:

❊ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ باندھا۔''

❊ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا﴾ ❸

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشے گا اور اس کے سوا

---

❶ [illegible] ❷ [illegible] ❸ [illegible] ۱۱۶

جسے چاہے بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

☆ شرک بزدلی پیدا کرتا ہے:

﴿ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴾ ❶

"ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا جن کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا (جہنم کی) آگ ہے اور ظالموں کے لیے وہ بری جگہ ہے۔"

☆ مشرک پر جنت حرام ہے:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴾ ❷

"بلاشبہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حالانکہ مسیح نے تو فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل! تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقین جانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کی مدد کرنیوالا کوئی نہیں۔"

☆ مشرک پلید ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ﴾ ❸

"اے ایمان والو! بے شک مشرک پلید ہیں لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام

---

❶ ۳/ آل عمران:۱۵۱۔ ❷ ۵/ المائدۃ:۷۲۔ ❸ ۹/ التوبۃ:۲۸۔

کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں۔''

☆ مشرک کے لیے دعائے مغفرت کرنا منع ہے:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ [1]

''نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش طلب کریں خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں ان کے متعلق یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ بلاشبہ وہ دوزخی ہیں۔''

☆ تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ)) [2]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسی کو) شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یقیناً یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔ میں (عبداللہ) نے پھر پوچھا کہ پھر (شرک کے بعد) کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی۔'' میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔''

---

[1] ٩/ التوبة ١١٣۔

[2] مسلم، كتاب الايمان، باب بيان كون الشرك اقبح الذنوب، رقم: ٨٦۔

شرک کی اقسام

شرک کی تین قسمیں ہیں۔ ① اللہ کی ذات اور اس کی ربوبیت میں شرک۔ ② اللہ کے اسماء وصفات میں شرک۔ ③ اللہ کی الوہیت وعبادات میں شرک۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم:

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی ربوبیت میں شرک پھر اس کی دو قسمیں ہیں:

❶ شرک تعطیل۔ یعنی اللہ کی ذات اور وجود کا انکار اور یہ شرک کی بدترین قسم ہے۔ جیسے (۱) فرعون کا شرک۔ (۲) اور جیسے بعض فلاسفہ وسائنسدانوں کا شرک کہ جہان قدیم سے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور تمام حوادث اور واقعات اسباب وذرائع کی بناپر ہیں، یہی ان کے موجد اور پیدا کرنے والے ہیں، جو ان کے ہاں عقول اور نفوس کے نام پر مشہور ومعروف ہیں۔ (۳) اور جیسے اہل وحدۃ الوجود ابن عربی وغیرہ کا شرک۔ جن کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان مخلوقات سے علیحدہ کوئی وجود نہیں بلکہ معاذ اللہ ساری مخلوق اور اللہ مل کر ایک ہی وجود ہے۔ یہ لوگ یہود ونصاریٰ سے بھی بدترین کافر ومشرک ہیں کیوں کہ انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کو صرف عزیر وعیسیٰ علیہما السلام میں مانا اور انہوں نے تمام مخلوق چھوٹی وبڑی، اچھی وبری میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانا۔ (۴) اور جیسے جہمیہ اور قرامطہ کا شرک جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے منکر ہیں۔

❷ جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود کا اعتقاد رکھا۔ جیسے ① عیسائیوں کا شرک جو تثلیث کے قائل ہیں یعنی الٰہ (معبود) تین ہیں۔ ② اور جیسے مجوسیوں (آتش پرستوں) کا شرک کہ معبود دو ہیں نور اور ظلمت۔ ③ اور جیسے نجومیوں (ستارہ پرستوں) کا شرک جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس جہان کی تدبیر اور اس میں واقع ہونے والے احوال اور واقعات خوشحالی وقحط سالی اور صحت وبیماری وغیرہ ستاروں اور ان کی تاثیرات کی وجہ سے ہے۔ ④ اور جیسے اہل قبور (قبر ومزار پرست) کا شرک کہ انبیا وصالحین کی موت کے بعد ان کی روحیں تصرف واختیار رکھتی ہیں، لوگوں کی ضروریات پوری کرتی ہیں اور ان کے مصائب ومشکلات دور کرتی ہیں۔

دوسری قسم:

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں شرک، اس کی بھی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

1. مشبّہ (تشبیہ دینے والے) کا شرک۔ جو خالق کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ اللہ کا سننا دیکھنا وغیرہ ہمارے جیسا ہے۔
2. باطل معبودوں، خود ساختہ مشکل کشاؤں کے نام اللہ کے اسماء وصفات میں سے نکالنا جیسے لفظ اللہ سے لات اور العزیز سے عزیٰ اور اللہ کی صفات میں سے غوث، داتا، گنج بخش، دستگیر، مشکل کشا وغیرہ۔

تیسری قسم:

اللہ کی الوہیت وعبادت میں شرک، اس کی بھی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

1. اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرنا کہ اللہ کی طرح اس کو پکارنا اور اس سے سفارش مانگنا اور اللہ کی طرح اس سے امید رکھنا اور اللہ کی طرح اس سے محبت رکھنا اور اللہ کی طرح اس سے ڈرنا اور اس کے لیے نذر و نیاز دینا اور ذبح کرنا وغیرہ اور یہی سب سے بڑا شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ظلم عظیم کہا ہے، جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔
2. ریاکاری کہ کبھی نیکی کا کام اللہ کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کرنا یا کسی دنیوی ضرورت ومنفعت کے لیے یا شرکیہ الفاظ بولنا جیسے اللہ و رسول کی مشیّت۔ اللہ اور آپ جو چاہیں۔ [1]

فصل: 5

تکذیبِ آخرت

تکذیب کا معنی ہے جھٹلانا اور آخرت سے مراد انسان کی وہ زندگی ہے جو اس کے مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ بالفاظ دیگر انسان جب مرتا ہے تو اس کی آخرت شروع ہو جاتی ہے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

((وَاِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا کَانَ فِی انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْیَا وَاِقْبَالٍ الْآخِرَۃِ)) ❶

''بے شک مومن بندہ جب دنیا سے کوچ کرتا ہے اور آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((فَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَ رِیْقِیْ وَ رِیْقِہٖ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِنَ الدُّنْیَا وَ أَوَّلِ یَوْمٍ مِنَ الْآخِرَۃِ)) ❷

''پس اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب کو بھی آپ کے دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے دن میں جمع کر دیا۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک [illegible] موت کو قریب دیکھ کر اپنے شوہر کو ان الفاظ میں پیغام بھیجا:

اِنِّیْ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِنْ أَیَّامِ الدُّنْیَا وَ أَوَّلِ یَوْمٍ مِنَ الْآخِرَۃِ. ❸

''بے شک میں ایام دنیا کے آخری دن میں ہوں اور آخرت کے پہلے دن میں ہوں۔''

اسی طرح ایک بڑی معروف حدیث میں ہے:

---

❶ احمد: ٤/ ٢٨٨ وسندہ صحیح۔

❷ بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٤٤٩١۔

❸ نسائی، کتاب المواقیت، باب بیان ذلک، رقم: ٥٨٨ وسندہ صحیح۔

((إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ)) ❶

''بے شک قبر آخرت کی گھاٹیوں میں سے پہلی گھاٹی ہے۔''

ان تمام صحیح اور صریح احادیث سے پتا چلا کہ موت کی ہچکی کے ساتھ ہی عالم آخرت کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ہاں اس کی انتہا نہیں ہے۔ مرنے کے بعد عالم قبر اور اس کے بعد عالم حشر ہے۔ آخرت کا نقطہ آغاز موت ہے لیکن اس کا اختتام نہیں، عالم قبر اور عالم حشر ہر دو عالم آخرت ہی کہلاتے ہیں۔ عالم آخرت میں عالم دنیا میں کیے جانے والے اعمال کی جزا و سزا کا ملنا برحق ہے اور اس پر ایمان لانا اسی طرح واجب ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں، کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے۔ جیسے ان میں سے کسی کے انکار سے کفر لازم آتا ہے ایسے ہی آخرت کے انکار سے کفر لازم آتا ہے دنیا میں جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں انہوں نے بنیادی طور پر تین چیزوں کی دعوت دی (۱) توحید (۲) رسالت، (۳) عقیدہ آخرت۔ لیکن امتوں نے سب سے زیادہ مذاق عقیدہ آخرت کا اڑایا، وہ برملا طور پر اس کا مذاق اڑاتے ہوئے انکار کرتے اور کہتے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ انسان جب مر کر مٹی ہو جائے گا تو دوبارہ اسے کس طرح زندہ کیا جائے گا؟ آخرت میں اعمال کی جزا و سزا کا ملنا یہ سب چیزیں بعید از عقل ہیں۔ گویا آخرت کا انکار کسی دلیل سمعی پر نہیں بلکہ محض عقل کی بنیاد پر تھا حالانکہ عقل کو وحی کے تابع رکھنا ہی عقل مندی ہے اسے وحی سے بے نیاز کر لینا عقل مندی نہیں بے عقلی ہے۔ لہٰذا عقل مندی اسی میں ہے کہ انسان عقل کو وحی کے تابع رکھے۔ حضرات انبیائے کرام نے بذریعہ وحی جو باتیں بیان فرمائی ہیں، ان پر ایمان لائے، انکار نہ کرے ورنہ اعمال برباد ہو جائیں گے۔

یاد رہے کہ آخرت کے کلی انکار یا اس کے کسی ایسے جز کے انکار سے، جو کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ کفر لازم آتا ہے اور انسان کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ قبر کے عذاب و ثواب کو جھٹلاتے ہیں، اس کے متعلق وارد شدہ احادیث کو جھوٹی، من گھڑت قرار دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں قرآنی آیات کی من مانی تاویل کرتے ہیں ان کے اعمال کی ساری نیکیاں اور ... برباد ہیں اس لیے کہ قبر کا تعلق بھی آخرت ہی سے ہے بلکہ آخرت کی

---

❶ [illegible] هذا حديث حسن غريب۔

منزلوں میں سے پہلی منزل ہی قبر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ❶

منکرین آخرت کے اعمال کی بربادی کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❶ ﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ❷

''اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ان کے اعمال برباد ہو گئے ان کو اس کی سزا دی جائے گی جو وہ کیا کرتے تھے۔''

سورت الاعراف کی مذکورہ بالا آیت میں دو قسم کے لوگوں کے اعمال ضائع ہونے کا ذکر ہوا ہے۔ ایک تو ان لوگ کا جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ اور دوسرا ان لوگوں کا جو آخرت کی ملاقات کا انکار کرتے ہیں۔ بعث بعد الموت کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ کبھی خلاف عقل کہہ کر منکر ہوتے ہیں اور کبھی خلاف مشاہدہ کہہ کر، مرنے کے بعد والی زندگی کو من گھڑت عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ دنیا کے اندر بظاہر جو انہوں نے اچھے اعمال کیے تھے وہ سب برباد ہو چکے ہیں۔ آخرت میں ان کے لیے کوئی اجر وثواب نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ تو آخرت کو مانتے ہی نہ تھے۔ البتہ ان کے اعمال بد کی سزا انہیں ضرور آخرت میں دی جائے گی۔

❷ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا﴾ ❸

''آپ فرما دیجیے: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ لوگوں میں اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے کون ہیں؟ (تو سنو) یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیوی زندگی میں ضائع ہو گئیں حالانکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات

---

❶ اس مسئلہ میں ہماری تین کتابیں لائق مطالعہ ہیں (۱) عذاب قبر قرآن وسنت کی روشنی میں۔ (۲) اُمید فی عذاب القبر۔ (۳) عذاب قبر قرآن مجید کی روشنی میں۔

❷ ۷/ الاعراف: ۱۴۷۔ ❸ ۱۸/ الکہف: ۱۰۳ تا ۱۰۶۔

(آخرت) کا انکار کیا پس ان کے اعمال ضائع ہو گئے لہٰذا ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے۔ (ان کا حال) یہ ہے کہ ان کے اعمال کا بدلہ دوزخ ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آپ کافروں سے فرما دیں کہ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں رائیگاں ہو گئیں اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ اپنے حق میں بہت ہی اچھا کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات اور بعث بعد الموت، حساب و جزا کا انکار کیا۔ جس کے نتیجہ میں ان کے اعمال برباد ہو گئے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہو گی بلکہ حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیے جائیں گے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف نیک اعمال کا اعتبار ہے۔ جب ان کی جھولی میں اعمال صالحہ رہے ہی نہیں تو حقیر ترین بندے بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مزید تاکید کے طور پر فرمایا کہ ان کے کفر کی وجہ سے ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا اس لیے کہ انہوں نے میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا۔

مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۲۴ھ) رقمطراز ہیں:

مزید برآں انہوں نے قیامت کے واقع ہونے اور محاسبہ سے خود کو دور رکھا۔ اسے الغرض دنیا اس وجہ سے ان کے اعمال [illegible] ضائع ہو گئے اور ثواب سے انہیں محروم ہی نہیں بلکہ انہیں عذاب میں مبتلا کیا گیا اور رسوائی نے ان سے چین و آرام چھین لیا۔ ان کے اعمال وزن کے لحاظ سے اس قدر ہلکے ثابت ہوئے گویا کہ انہوں نے اعمال نہیں کیے ہیں۔ ❶

معلوم ہوا کہ جو لوگ آخرت کو جھٹلاتے ہیں انہوں نے دنیا میں اگر کچھ نیک کام کیے بھی ہوں گے تو انہیں اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا کیونکہ انہوں نے یہ نیک کام آخرت کے لیے نہیں بلکہ دنیا کے لیے کیے تھے جس کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں مل گیا، باقی رہا ان کا کفر اور ان کے برے اعمال تو انہیں تولنے کا کچھ فائدہ ہی نہیں۔ فائدہ تو تب ہوتا جب ترازو کے دوسرے پلڑے میں

بھی کچھ وزن ہوتا اگر ایک پلڑا یکسر خالی ہو تو کیا تولا جائے؟

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہ لوگ اپنے کفر اور بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم رسید کیے جائیں گے یہ ایسے لوگ تھے جو دنیا میں تھوڑے بہت اچھے اعمال کر کے پھولے نہ سماتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہمارے جیسا تو کوئی نیک ہے ہی نہیں مگر آخرت کو جھٹلانے کی وجہ سے ان لوگوں کی لسٹ میں آ گئے جنہوں نے اپنی ساری عمر بدکرداریوں میں کھپا دی۔

تکذیبِ آخرت کے دیگر نقصانات

☆ منکرین آخرت کے دل منکر اور وہ خود متکبر ہیں

﴿ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ ❶

''تمہارا الٰہ صرف ایک (اللہ تعالیٰ) ہی الٰہ ہے پس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (خوف سے) منکر ہیں اور وہ خود تکبر کرنے والے ہیں۔''

☆ صراط مستقیم سے بھٹکنے کی وجہ عقیدہ آخرت کا انکار ہے:

﴿ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴾ ❷

''اور بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔''

☆ منکرین آخرت کے لیے دردناک عذاب:

﴿ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ ❸

''اور بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

☆ منکرین آخرت رحمت الٰہی سے مایوس ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآىِٕهٖٓ اُولٰٓىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ

---

❶ ١٦/ النحل:٢٢۔ ❷ ٢٣/ المومنون:٧٤۔ ❸ ١٧/ بنی اسرائیل:١٠۔

عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ ❶

''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس (اللہ) کی ملاقات کا انکار کیا وہ لوگ میری رحمت سے ناامید ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

☆ تکذیبِ آخرت تکذیبِ رب العالمین ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ. فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ اِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ اِعَادَتِهِ. وَاَمَّا شَتْمُهُ اِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا اَحَدٌ)) ❷

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا، مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ ہرگز نہیں زندہ کروں گا حالانکہ میرے لیے اسے دوبارہ پیدا کرنا اسے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے حالانکہ میں اکیلا ہوں بے نیاز ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ ہی کوئی میرے برابر کا ہے۔''

---

❶ ۲۹/ العنکبوت:۲۳۔

❷ بخاري، كتاب التفسير، رقم: ٤٩٧٤۔

فصل: 6

تکذیبِ آیاتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کی آیات کو جان بوجھ کر جھٹلانا اور ان کا مذاق اڑانا بھی یقیناً ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے جو انسان کے اعمال پر پانی پھیر دیتا ہے۔ گزشتہ صفحات میں اس کے متعلق کتاب اللہ کی آیات گزر چکی ہیں ان سطور میں اس کے دیگر مفاسد بیان کیے جائیں گے قبل اس کے کہ ہم تکذیب آیات الٰہیہ کے دیگر مفاسد بیان کریں اس بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات دو طرح کی ہیں۔ ان دونوں سے اعراض کرنا، استہزاء کرنا، تکبر اور انکار کرنے سے نہ صرف نیکیاں مٹ جاتی ہیں بلکہ انسان کفر کی دہلیز پر پہنچ جاتا ہے:

1. وہ آیات جو اس نے اپنی کتابوں میں بیان کیں اور پیغمبروں نے ان کی تبلیغ و توضیح کی۔ جیسے فرمایا:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ [1]

”بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا جب ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے یقیناً گمراہی میں تھے۔“

2. توحید کے وہ دلائل جو اس نے پوری کائنات میں پھیلائے ہوئے ہیں۔ جیسے فرمایا:

﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ [2]

---

[1] ٣/ آل عمران: ١٦٤۔ [2] ٢/ البقرة: ١٦٤۔

”بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، اور رات اور دن کے آنے جانے میں، اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندروں میں چلتی ہیں، اور اس میں جو اللہ نے آسمان سے پانی برسا کر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلا دیا اور ہواؤں کے رخ تبدیل کرنے میں، اور زمین و آسمان کے درمیان تابع کیے گئے بادلوں میں، عقل مندوں کے لیے (بہت سی) آیات (نشانیاں) ہیں۔“

تکذیبِ آیاتِ الٰہی کے دیگر نقصانات

☆ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہ لانے والوں کو ہدایت نہیں ملتی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ❶

”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

☆ آیاتِ الٰہی کے منکر خسارے میں ہیں:

❊ ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ ❷

”جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہی خسارے میں ہیں۔“

❊ ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾ ❸

”اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔“

☆ آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے والے دوزخی ہیں:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ ❹

”اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں۔“

---

❶ ١٦/ النحل:١٠٤۔ ❷ ٣٩/ الزمر:٦٣۔

❸ ٦/ الانعام:٢١۔ ❹ ٥/ المائدة:١٠۔

فصل: 7

ریاکاری

ریاکاری کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس نیت اور ارادے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ لوگوں میں اس کی نیکی مشہور ہو جائے تاکہ اسے مالی منفعت حاصل ہو یا لوگوں میں اس کا مقام بلند ہو یا کم از کم لوگ اس کی تعریف کریں۔ [1]

علامہ سید سلیمان ندوی (المتوفی: ۱۳۷۳ھ) رقمطراز ہیں:

ریاء کے لغوی معنی دکھاوا اور نمائش کے ہیں انسانی اعمال کی اصل حقیقت ان کی نیت اور غرض پر مبنی ہے اس لیے اعمال کی راستی و ناراستی اور اچھائی اور برائی کا بہت کچھ مدار غرض و نیت پر ہے۔ صحیح حدیثوں میں ہے کہ ((انما الاعمال بالنیات)) ''بے شک اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔'' اور ریا اسی نیت یعنی اعمال کی غرض و غایت ہی کی بنیاد کو کھوکھلی کر دیتی ہے جس سے ساری عمارت ہی کمزور ہو جاتی ہے۔ نمائش کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی اچھائی برائی کا اظہار کر کے لوگوں میں اپنے متعلق حسن ظن پیدا کرے اور اپنے کو بڑا کر کے دکھائے۔ [2]

مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی (المتوفی: ۱۴۰۷ھ) رقمطراز ہیں:

لوگوں کو دکھانے کے ارادہ سے نیکی کرنا ریاکاری ہے، اس نیت سے عبادت کرنا کہ لوگ دیکھ کر خوش ہوں۔ نیک جانیں۔ عزت کریں۔ بے شک یہ مکر و فریب اور نمود و ریا ہے اور یاد رہے کہ ریا کا تعلق صرف ظاہری عمل سے ہے اور عبادت سے ہی مخصوص ہے، اگر ریا ان امور میں ہو جو عبادت کی قسم سے نہیں ہے۔ مثلاً لباس فاخرہ میں ریا ہو یا مال و دولت کی کثرت، اولاد کی بہتات، زمین، جائیداد، مکان، نوکروں چاکروں، عہدوں، سرداری علم و ہنر کے حاصل ہونے پر...... نمود و اظہار دکھانا سنانا ہو۔ تو اسے ریا نہیں کہتے، بلکہ تکبر، غرور، گھمنڈ اور رعونت بولتے ہیں۔ بس ریا صرف عبادت کے دکھانے سنانے کا نام ہی ہوا۔

عبادت صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ صرف اسے ہی دکھانے کی غرض سے کرنی چاہیے۔

---

[1] کبیرہ گناھوں کی حقیقت، ۱۰۳۔ [2] سیرت النبی ﷺ: ۶/ ۳۴۰۔

جو شخص اللہ کی عبادت میں ریا کاری کے شرک سے ضمیر کو آلودہ، ایمان کو گندہ، اور سیرت کو ناپاک کرتا ہے وہ اخلاقی طور پر نہایت مہلک مرض کا شکار ہے، اس کا باطن تاریک، روح سیاہ، تخیل مکدر، تصور دھندلا اور دل و دماغ تشکیک اور تخمین کے دھندکاروں کا شکار ہیں۔ اعمال خیر کے ثمر بار درختوں اور لہلہاتے کھیتوں کو ریا کی آتش بدامن آندھی جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

کس قدر خوفناک چیز ہے ریا؟ اور کتنا ضروری ہے اس سے بچنا؟ نبی کریم ﷺ نے اسی لیے اس برائی سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ اس کے خوفناک انجام سے ڈرایا ہے۔ کانپ جانا چاہیے ریا کے نام سے، اور رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہئیں اس کے تصور سے۔ [1]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

ارادوں اور نیتوں کا شرک تو ایسا سمندر ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں اور بہت ہی کم لوگ اس سے بچ پاتے ہیں لہٰذا جس شخص نے اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے علاوہ کسی دوسری چیز کا ارادہ کیا یا اللہ تعالیٰ کے تقرب کے علاوہ کسی اور چیز کی نیت کی اور غیر اللہ سے اس عمل کے جزا کی درخواست کی تو حقیقت یہ ہے کہ اس نے اپنی نیت و ارادے اور اخلاص میں شرک کیا۔ [2]

یاد رہے کہ اگر کوئی شخص کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے لیے شروع کرتا ہے۔ پھر اس پر ریا کاری کی نیت اثر انداز ہو جاتی ہے تو مسئلہ کی دو صورتیں ہیں:

اگر تو وہ اس ریا کاری کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کے خلاف جنگ کرتا ہے اور اسے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی نیکی درست ہے (ان شاء اللہ)۔ اور اگر وہ اس ریا کاری میں راحت محسوس کرتا ہے اور اسے دور کرنے کا کوئی اقدام نہیں کرتا تو بیشتر علما کے قول کے مطابق وہ نیکی بھی برباد ہو جاتی ہے۔ [3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

① ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ

[1] رياض الاخلاق، ص: ۲۰۱۔ [2] الجواب الكافى، ص: ۹۴۔
[3] مہلک گناہ از محمد بن صالح المنجد، ص: ۳۸۔

مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ❶

''جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہے تو ہم انہیں دنیا میں ہی ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی یہی وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں آگ کے سوا کچھ حصہ نہیں اور جو کچھ انہوں نے اس (دنیا) میں کیا وہ برباد ہو گیا اور جو عمل وہ کرتے رہے وہ محض بے سود ہوں گے۔''

ڈاکٹر محمد لقمان السلفی فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ مسلمانوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بھی ہے کہ آدمی نیک عمل کرتا ہے لیکن اگر اس میں اخلاص اور للّٰہیت نہیں ہے تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے وبال جان بن جائے گا اور جہنم اس کا ٹھکانا ہو گا۔ ❷

یاد رہے کہ ریا کار خواہ مسلمان ہو، کافر یا منافق ہو وہ جو بھی اچھے عمل دنیا میں کرتا ہے اس کا بدلہ اس کو یہیں دنیا میں مل جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے جبکہ آخرت میں اس کے لیے کچھ نہیں سوائے جہنم کی آگ کے۔ البتہ ممکن ہے کہ مسلمان ریا کاروں کو اللہ تعالیٰ سزا دے کر اپنی خاص رحمت سے آخر کار جہنم سے نکال لے۔

② ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ❸

''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر۔ اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اس کو بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ

❶ ۱۱/ هود: ۱۵، ۱۶۔ ❷ تيسير الرحمن، ۱/ ۶۳۸۔ ❸ ۲/ البقرة: ۲۶۴۔

کافروں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔"

اس آیت میں ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان والوں کا یہ شیوہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ وہ صدقہ وخیرات کر کے احسان جتلائیں اور تکلیف دہ باتیں کریں ایسا تو وہ لوگ کرتے ہیں جو دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

دوسرا ریاکاروں کے خرچ کی مثال بیان کی گئی ہے کہ جیسے صاف شفاف چٹان ہو جس پر مٹی ہو کوئی شخص پیداوار حاصل کرنے کے لیے اس میں بیج بو دے لیکن بارش کا ایک جھٹکا پڑتے ہی وہ ساری مٹی بہہ جائے اور وہ پتھر مٹی سے بالکل صاف ہو جائے، یعنی جیسے بارش اس پتھر کے لیے فائدہ مند نہیں ہے ایسے ہی ریاکاروں کو بھی ان کے صدقے کا کوئی فائدہ نہیں ہے برابر ہے کہ وہ خرچ کریں یا نہ کریں۔ ریاکاری کی وجہ سے ان کے اچھے اعمال ضائع ہو چکے ہیں۔ اس مثال کو صرف صدقے تک ہی محدود نہیں سمجھنا چاہے بلکہ تمام اعمال کا یہی حال ہے کہ ریاکاری کی وجہ سے تمام اچھے اعمال ایسے مٹ جاتے ہیں جیسے پتھر پر سے مٹی مٹ جاتی ہے۔

حدیث: ۱

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ)) قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلرِّيَاءُ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِاَعْمَالِهِمْ: اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً)) [1]

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تمہارے بارے میں مجھے جس چیز کا سب سے زیادہ ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ریا، قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ (ریاکار) لوگوں سے فرمائے گا: جاؤ ان لوگوں کی طرف چلے جاؤ جن کو تم دنیا میں اپنے اعمال دکھلایا کرتے تھے، پھر

[1] مسند احمد: ٥/ ٤٢٨ وسنده حسن۔

دیکھو کہ کیا تمہیں ان کے پاس کوئی بدلہ ملتا ہے۔''

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

① نبی ﷺ کو امت کے متعلق ریا کاری کا سب سے زیادہ خوف تھا آج دیکھ لیں کہ اس مرض میں عوام تو کُجا بعض نامور اہل علم بھی مبتلا ہیں۔

② ریا اگرچہ شرک اصغر ہے لیکن بہرحال ہے تو شرک ہی، تاہم یاد رہے کہ یہ شرک اصغر ہے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جائے گا۔

③ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ریا کاروں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دینے سے انکار کر دے گا۔

حدیث:۲

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((بَشِّرْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِالسَّنَاءِ وَالنَّصْرِ وَالتَّمْكِيْنِ، فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْاٰخِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ نَصِيْبٌ)) [1]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کو عزت و سربلندی (اللہ کی) مدد اور اقتدار کی خوشخبری سنا دو، پس ان میں سے جس کسی نے آخرت کا کام دنیا کے لیے کیا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔''

مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر نازل کردہ دین اسلام کی ضرور مدد فرمائے گا، مسلمانوں کو ملک، مال اور قوت عطا فرمائے گا، لیکن آخرت میں ہر فرد کا حساب اس کی نیت کے مطابق ہوگا۔ جس نے آخرت والے اعمال دنیا حاصل کرنے کے لیے کیے ہوں گے تو اسے آخرت میں اپنے نیک کام کا کوئی ثواب اور بدلہ نہیں ملے گا یعنی ریا کاری کی وجہ سے بظاہر خوش نما عمل دنیا میں ہی تباہ ہو گیا اور آخرت میں اس کا کوئی اجر و ثواب نہ مل سکا بلکہ الٹا عذاب گلے پڑا۔ [اعاذنا اللہ منھا]

حدیث:۳

عَـنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ فُضَالَةَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ . وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ .

---

[1] مسند احمد: ۵/ ۱۳۴ وسندہ حسن۔

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لِیَوْمٍ لَا رَیْبَ فِیْهِ، نَادٰی مُنَادٍ: مَنْ کَانَ اَشْرَكَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْكِ)) [1]

سیدنا ابوسعید بن ابی فضالہ الانصاری رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو قیامت کے دن۔ جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں، جمع کرے گا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جس شخص نے جو کام اللہ کے لیے کیا تھا اور اس میں کسی اور کو اللہ کا ساجھی ٹھہرایا تھا تو وہ اپنے اس عمل کا ثواب اسی سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے شریکوں سے بے نیاز ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریاکاری قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا باعث بنے گی ریاکاروں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کے دکھاوے کے لیے تم عمل کیا کرتے تھے جاؤ انہی سے ان کا ثواب مانگو۔ ثواب دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے لہٰذا روز محشر کوئی کسی کو کس طرح ثواب دے سکے گا؟ یوں ریاکاری والے اعمال بے فائدہ اور بے کار چلے جائیں گے، نہ تو اللہ تعالیٰ ان کا کوئی اجر و ثواب دے گا اور نہ ہی مخلوق۔

حدیث: ۴

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، اَنَّ شُفَیًّا الْاَصْبَحِیَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَیْهِ النَّاسُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: اَبُوْهُرَیْرَةَ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰی قَعَدْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ وَهُوَ یُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهٗ: اَسْاَلُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِیْ حَدِیْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَقَلْتَهٗ وَعَلِمْتَهٗ، فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: اَفْعَلُ، لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِیْثًا حَدَّثَنِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

[1] سنن ترمذي، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الکهف، رقم: ۳۱۵٤ وقال الترمذي: هذا حدیث حسن۔

عَقِلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً ، فَمَكَثْنَا قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ ، فَقَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ، ثُمَّ أَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ ، فَقَالَ أَفْعَلُ ، لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ، ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلَى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُهُ طَوِيلًا ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

((أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ ، فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ ، وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ. قَالَ: فَمَا ذَا عَمِلْتَ فِيمَا عُلِّمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: كَذَبْتَ ، وَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ ، وَيَقُولُ اللّٰهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ قَارِئٌ ، فَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ.

وَيُؤْتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ. قَالَ: فَمَا ذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: كَذَبْتَ. وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ ، وَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَوَادٌ وَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ.

وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: فِي مَا ذَا قُتِلْتَ؟ فَيَقُولُ: أُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ. فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ: كَذَبْتَ ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ ، وَيَقُولُ اللّٰهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ)) ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ: **((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أُولٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ**

اللّٰہِ تَسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) وَقَالَ الْوَلِيدُ أَبُو عُثْمَانَ: فَأَخْبَرَنِي عُقْبَةُ ابْنُ مُسْلِمٍ: أَنَّ شُفَيًّا هُوَالَّذِي دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا.

قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ أَبِي حَكِيمٍ: أَنَّهُ كَانَ سَيَّافاً لِمُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ فُعِلَ بِهٰؤُلَاءِ هٰذَا، فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ؟ ثُمَّ بَكَى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ. وَقُلْنَا: قَدْ جَاءَ نَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ، ثُمَّ أَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ، وَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ: **﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾** [1]

جناب عقبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے شفی الاصحی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایک شخص کے پاس جمع ہیں، انہوں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (کہتے ہیں کہ) میں قریب ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گیا، وہ لوگوں سے ایک حدیث بیان فرما رہے تھے جب وہ اپنے بیان سے خاموش ہو گئے اور تنہا رہ گئے تو میں نے عرض کیا: میں آپ کو حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اسے اچھی طرح سمجھا اور جانا ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: بلاشبہ میں آپ سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اسے سمجھا اور جانا ہے۔ پھر یہ الفاظ کہتے ہی وہ سسکیاں لے کر بیہوش ہو گئے۔ ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ وہ ہوش میں آ گئے اور فرمانے لگے: میں آپ سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور اس وقت اس گھر

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء والسمعة، رقم: ٢٣٨٢ ـ قال الالبانی: صحیح۔

میں صرف میں اور آپ ﷺ تھے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے سے بھی زیادہ سسکیاں لے کر بیہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے، چہرے کو صاف کیا اور فرمانے لگے: میں آپ سے وہ حدیث ضرور بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اس گھر میں صرف میں اور آپ ﷺ تھے۔ پھر ان پر بیہوشی کا بڑا سخت دورہ پڑا حتی کہ آپ چہرے کے بل گرنے لگے، میں نے آپ کو دیر تک سہارا دیے رکھا۔ پھر وہ ہوش میں آئے اور فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندوں کے درمیان فیصلہ فرمانے کے لیے نزول فرمائے گا تمام امتیں گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہونگی۔ ان میں سے سب سے پہلے حافظ قرآن کو اور اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کو اور بہت زیادہ مالدار شخص کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حافظ قرآن سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی تھی جو میں نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کی؟ وہ کہے گا: ہاں، اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے جو سکھایا گیا تھا اس پر کیسے عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں اس کی دن رات تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو یہی چاہتا تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص قاری ہے، تو وہ کہا جا چکا ہے۔

مال دار کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھ پر مال کی فروانی نہیں کی تھی؟ حتی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رہنے دیا، وہ کہے گا: ہاں، اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو میں نے تجھے مال دیا تھا تو نے اسے کس طرح خرچ کیا؟ وہ کہے گا: میں صلہ رحمی اور صدقہ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا مقصد صرف اتنا تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بڑا سخی ہے، اور وہ تو کہا جا چکا ہے۔

اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کس لیے قتل کیا گیا تھا؟ وہ کہے گا: تو نے اپنے راستے میں جہاد کا حکم فرمایا تھا تو میں نے تیرے راستے میں لڑائی کی حتی کہ میں قتل ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا تو یہی مقصد تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص

بڑا بہادر ہے، تو وہ کہا جا چکا ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے (اپنا دست مبارک) میری زانو پر مارا اور فرمایا: "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے ان تین افراد سے قیامت کے دن جہنم بھڑکائی جائے گی۔"

ابو عثمان ولید المدائنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ وہی شُفَی ہیں جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے اور ان کو اس حدیث کی خبر دی تھی۔

ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے جلاد علاء بن ابی حکیم نے بیان کیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان کی، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ان لوگوں کے ساتھ ایسے کیا جائے گا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بہت روئے حتی کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ وہ رو رو کر ہلاک ہو جائیں گے۔ ہم نے کہا: یہ شخص تو ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے، پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے، چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ [1]

"جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہے ہم اس کے عملوں کی جزا پوری طرح دے دیتے ہیں اور وہ اس میں کمی نہیں کیے جائیں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں حصہ صرف آگ ہے، جو وہ کرتے ہیں سب ضائع ہو جائے گا، ان کے عمل باطل ٹھہریں گے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا عمل بھی اگر خلوص سے خالی اور ریا کاری پر مبنی ہو تو وہ برباد ہو جاتا ہے۔ ایسے عمل کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی ایسا عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول و منظور ہوتا ہے بلکہ الٹا انسان کے لیے خسارہ اور وبال بن جاتا ہے۔

---

[1] ۱۱/ ھود:۱۵، ۱٦۔

ریاکاری کے دیگر نقصانات

☆ ریاکاروں کے لیے تباہی ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ ﴾ [1]

''پس تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں اور ضرورت کی معمولی چیز بھی (دوسروں کو دینے سے) انکار کرتے ہیں۔''

☆ ریاکار کو اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا کرے گا:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ أَبِي عُبَيْدَةَ فَذَكَرُوا الرِّيَاءَ فَقَالَ شَيْخٌ يُكَنَّى أَبَا يَزِيْدَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ، سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ سَامِعَ خَلْقِهِ، يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَصَغَّرَهُ وَحَقَّرَهُ)). [2]

عمرو بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے ریاکاری کا ذکر چھیڑ دیا۔ایک آدمی جس کی کنیت ابویزید تھی، اس نے کہا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس شخص نے لوگوں کو اپنا عمل دکھایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچا دے گا (کہ اس عمل میں تو ریاکاری ہے) اور اسے حقیر اور ذلیل کر دے گا۔''

☆ ریاکار سے اللہ تعالیٰ بری ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ فَمَنْ عَمِلَ لِي عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي فَأَنَا

---

[1] ۱۰۷/ الماعون: ٤ تا ٧۔

[2] شعب الايمان للبيهقي، رقم: ٦٤٠٢؛ احمد: ٢/ ٢١٢ وسنده حسن۔

مِنْهُ بَرِیٌّ وَهُوَ لِلَّذِیْ اَشْرَكَ)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں (اپنی عبادت میں) شرکاء کی شراکت سے بے نیاز ہوں، پس جس شخص نے میرے لیے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے علاوہ کسی کو شریک بنایا تو میں اس سے بری ہوں اور وہ عمل اسی کے لیے ہے جس کو اس نے شریک بنایا۔''

☆ ریاکاری فتنہ دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَالَ، فَقَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَیْكُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَالِ)). قَالَ: قُلْنَا: بَلٰی، فَقَالَ: ((اَلشِّرْكُ الْخَفِیُّ، اَنْ یَقُوْمَ الرَّجُلُ یُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلَاتَهٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) ❷

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ پوشیدہ شرک ہے کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو نماز کو خوب اچھی طرح ادا کرتا ہے۔ ایسا صرف وہ کسی آدمی کے دیکھنے کی وجہ سے کرتا ہے۔ (ورنہ نہیں)۔''

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة: ٤٢٠٢، قال الالبانی: صحيح۔ ❷ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد باب الرياء والسمعة، رقم: ٤٢٠٤، قال الالبانی: حسن۔

فصل: 8

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔ اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾ ❶

''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت مختلف نہیں بلکہ حقیقت میں ایک ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ)) ❷

''جس نے میری اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (اصل میں) اللہ کی نافرمانی کی۔''

مذکورہ بالا قرآنی آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم ہے وہاں ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم ہے مگر بعض مقامات پر صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے یہ اس لیے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہوگی تو یہ اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہوگی، ہاں البتہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ کی اطاعت تو کروں گا مگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کروں گا تو ایسے شخص نے دراصل اللہ تعالیٰ کی بھی اطاعت نہیں کی۔ کیوں کہ رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم بھی اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ایک ہی چیز ہے، مختلف

---

❶ ٤/ النساء: ٨٠۔ ❷ بخاری، کتاب الاحکام، باب قول الله تعالیٰ: ﴿اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم﴾، رقم: ٧١٣٧۔

نہیں۔ان دونوں میں سے کسی ایک کی مخالفت دوسری کی خود بخود مخالفت ہے جبکہ ہر ایک کی اطاعت کا تقاضا دونوں (اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ) کی عدم مخالفت کا ہے۔جس کسی نے جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اس نے اپنے اعمال برباد کر لیے اور دونوں جہانوں میں ناکامی ونامرادی کو اپنے گلے لگالیا۔کسی نے کیا خوب کہا ہے:

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید : کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یعنی

پیغمبر کے خلاف جس نے رہ اپنائی
نہ کر سکے گا اپنی منزل تک رسائی

مولانا ابو برکت صبغۃ اللہ محمدی شیرانی فرماتے ہیں:

فلعنة ربنا اعداد رمل
علی من رد قولا للنبی ﷺ (1)

ریت کے ذرات کے برابر ہمارے رب کی لعنتیں ہوں اس شخص پر جو نبی ﷺ کے اقوال کو عمداً رد کرے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں کے اعمال کی بربادی کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ﴾ (2)

''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور رسول اللہ (ﷺ) کی مخالفت کی اس کے بعد کہ ان کے لیے ہدایت واضح ہو چکی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے اور عنقریب وہ ان کے اعمال برباد کر دے گا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں یعنی کفار، اللہ تعالیٰ کے رستے (صراط مستقیم) سے لوگوں کو روکنے والے اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کا ذکر کیا ہے

---

(1) ھفت روزہ الاعتصام، ج ۵۷، ش ۳۰، ص: ۱۵۔

(2) ۴۷/ محمد: ۳۲۔

اوران کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ لوگ کفر کر کے اپنا ہی برا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رستے سے لوگوں کو روک کر اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے یہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ اپنا ہی انجام برا کر رہے ہیں۔ کل قیامت کے دن یہ لوگ خالی ہاتھ ہوں گے ایک بھی نیکی ان کے پاس نہ ہوگی جس طرح نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اسی طرح ان کے اس بدترین جرم نے ان کی نیکیاں برباد کر دیں:

2 ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴾ 1

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس لیے کہ کہیں وہ ان دونوں کی مخالفت کر کے اپنے اعمال ضائع نہ کروا بیٹھیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفر حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اس آیت میں یہ بتلایا گیا کہ اعمال اس وقت قبول ہوں گے جب رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے گی آپ کے اقوال وافعال، اوامر ونواہی اور اخلاق واعمال پر عمل کیا جائے گا اور جو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا وہ اپنے سارے اعمال برباد کرے گا۔ 2

3 ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴾ 3

"اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ ہی اس کے سامنے اونچی آواز سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔"

اس آیت پر جناب مفتی عبدالرحمٰن فاضل دارالعلوم دیوبند یہ عنوان مقرر کرتے ہیں "حدیث پیغمبر ﷺ کی مخالفت سے اعمال ضائع ہوتے ہیں۔"

اور پھر اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

---

1 ٤٧/ محمد:٣٣۔ 2 التحديث في علوم الحديث، ٤٢۔

3 ٤٩/ الحجرات:٢۔

اس سارے فرمان میں پوری امت کے لیے یہ حکم ہے کہ اپنی آواز کو پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا جائے اس لیے آج پیغمبر ﷺ کا کلام ہمارے سامنے موجود ہے تو اس کلام کی تشہیر ہی اس کی آواز کو بلند کرنا ہے کیوں کہ کلامِ پیغمبر ﷺ کی آواز کو بلند کرنا پیغمبر ﷺ کی آواز کو بلند کرنا ہے اور اس کے مقابلے میں کسی انسان کے کلام کو شہرت دینا اور پیغمبر ﷺ کے کلام کو پس پشت ڈال دینا یہ پیغمبر ﷺ کی بے ادبی ہے۔ اور دوسرا اس ارشاد میں یہ بھی فرمایا کہ بلند آواز سے پیغمبر ﷺ کو نہ بلاؤ اس میں امت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ کے نعرے لگانا پیغمبر کی بے ادبی ہے اور ان دونوں بے ادبیوں کا انجام یہ بتایا کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔ تو اعمال اس وقت ضائع ہوتے ہیں جب ایمان نہ رہے لہٰذا ثابت ہوا کہ ان دونوں بے ادبیوں کے بعد ایمان باقی نہیں رہتا اور انسان بے ایمان ہو جاتا ہے۔ [1]

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

محولہ بالا آیت کے الفاظ ﴿لَا تَرْفَعُوْا﴾ سے جہاں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ کسی مومن کی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہیں ہونا چاہیے وہاں اس سے یہ بات بھی مستنبط ہوتی ہے کہ اگر کسی امر کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا کوئی فرمان یا حکم موجود ہو تو اسے سب پر فوقیت دی جائے۔ نہ یہ کہ آپ ﷺ کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسرے غیر معصوم آدمی کے قول کو برتر خیال کیا جائے۔ ایسا کرنے سے اس انسان کے قول کو نبی کریم ﷺ کے قول پر فوقیت حاصل ہو جائے گی اور یہ ایک نہایت ہی بے ادبی کی بات ہوگی جس میں انسان کے اعمال ضائع ہو جانے کا شدید خطرہ پایا جاتا ہے۔

آپ غور فرمائیں کہ جب محض آواز کی بلندی اعمال کے ضیاع کا باعث بن سکتی ہے تو کیا رسول کریم ﷺ کے قول کو ترک کرنے اور دوسرے کے قول کو مرجح قرار دے کر اسے اختیار کرنے سے اعمال باطل نہ ہو جائیں گے؟ یقیناً ہوں گے۔ [2]

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کے دیگر نقصانات

☆ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ:

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ

[1] صراط مستقیم، ص: ۸۲۔ [2] ایضاً، ص: ۱۰۴، ۱۰۵۔

الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ❶

''تم نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ سمجھو جیسا کہ تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا ہوتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو تم میں سے نظر بچا کر چپکے سے سرک جاتے ہیں پس جو لوگ اس (رسول ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔''

☆ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر دنیا میں عبرتناک سزا:

عَنْ سَلْمَةَ بْنَ اكْوَعِ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِشِمَالِهِ فَقَالَ: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلَى فِيْهِ. ❷

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ (ﷺ) کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔'' اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے (بددعا دیتے ہوئے) فرمایا: ''تو نہ ہی طاقت رکھے۔'' اس کو (نبی ﷺ کا حکم ماننے سے) صرف تکبر نے روکا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ وہ شخص (عمر بھر) اپنا ہاتھ اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا (یعنی اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا اور وہ اسے اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا)۔

☆ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان واضح گمراہی میں ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ ❸

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو بلاشبہ وہ واضح گمراہی میں جا پڑا۔''

---

❶ ۲۴/ النور: ۶۳۔ ❷ مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب، رقم: ۲۰۲۱۔ ❸ ۳۳/ الاحزاب: ۳۶۔

☆ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان جہنمی ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ ﴾ ❶

''اور جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا پس بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''

☆ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے والوں کا جہنم میں واویلا:

﴿ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ ﴾ ❷

''جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے وہ کہیں گے: ہائے کاش! ہم اللہ اور رسول کی اطاعت کر لیتے، اور وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا۔ ہمارے رب! تو انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت فرما۔''

---

❶ ۷۲/ الجن: ۲۳۔ ❷ ۳۳/ الاحزاب: ٦٦ تا ٦٨۔

فصل: 9

بدعت

لغت کے اعتبار سے لفظ بدعت بدع سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: بلا نمونہ کوئی نئی چیز بنانا، ایجاد کرنا، جبکہ شرعی اصطلاح میں بدعت سے مراد وہ نیا عمل ہے جسے تقرب الی اللہ سمجھ کر کیا جائے لیکن کتاب وسنت میں اس کی کوئی اصل موجود نہ ہو۔

مولانا محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

ہر وہ عمل بدعت کہلائے گا جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہو یعنی نہ تو رسول اللہ ﷺ نے خود وہ عمل کیا ہو نہ کسی کو اس کا حکم دیا ہو اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت دی ہو ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود (نا قابل قبول) ہے۔ [1]

مزید لکھتے ہیں: دین کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز بدعات ہیں۔ بدعات چونکہ نیکی اور ثواب سمجھ کر کی جاتی ہیں اس لیے بدعتی انہیں ترک کرنے کا تصور تک نہیں کرتا جبکہ دوسرے گناہوں کے معاملے میں گناہ کا احساس موجود رہتا ہے جس سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ گناہ گار کبھی نہ کبھی اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ضرور توبہ واستغفار کرے گا۔ [2]

بدعت سنت کی ضد ہے۔ امام حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو قوم اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان سے سنتیں اٹھا لیتا ہے پھر وہ سنتیں تا قیامت ان کے پاس واپس نہیں لوٹتیں۔" [3]

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ)) [4]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے

---

[1] اتباع سنت کے مسائل، ص:۲۲۔ [2] ایضا۔

[3] سنن دارمی، المقدمة، باب اتباع السنة، رقم: ۹۸ وسنده صحيح۔

[4] بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جوز...... رقم: ۲۶۹۷۔

ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہے۔"

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ فَعَلَ اَمْرًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تھا تو وہ (عمل) مردود ہے۔"

(۳) عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تھا تو وہ (عمل) مردود ہے۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اس میں کوئی کمی نہیں رہ گئی کہ جس کو پورا کیا جائے لہٰذا جو شخص اس میں کوئی ایسی چیز جس کی کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہ ملتی ہو ثواب سمجھ کر نکالے گا تو اس کی وہ چیز، وہ عمل، عقیدہ، وہ رائے مردود ہے، ملعون ہے، شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہے کیونکہ بدعت اور سنت کی بڑی گہری دشمنی ہے۔ بدعت سنت کو پسند نہیں کرتی اور سنت بدعت کا چہرہ دیکھنا گوارہ نہیں کرتی۔ سنت کا تعلق اللہ کے پیغمبر سے ہے اور بدعت کا تعلق شیطان سے ہے۔ اس لیے بدعت اللہ کے ہاں مردود ہے اور سنت مقبول ہے۔

(٤) عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نَجْلِسُ عَلٰى بَابِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَإِذَا خَرَجَ مَشَيْنَا مَعَهٗ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَاءَ نَا أَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ فَقَالَ: أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بَعْدُ؟ قُلْنَا: لَا ، فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰى خَرَجَ ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ جَمِيْعًا فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ مُوْسٰى: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنِّيْ رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ اٰنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهٗ وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِلَّا خَيْرًا ، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ ،

---

[1] المخلصيات لابی طاهر ، رقم: ٤٣٩ وسنده حسن۔

[2] مسلم ، كتاب الاقضية ، باب نقض الاحكام الباطلة...... ، رقم: ١٧١٨۔

قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوسًا يَنْتَظِرُونَ الصَّلَاةَ، فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ وَفِي أَيْدِيهِمْ حَصًى فَيَقُولُ: كَبِّرُوا مِائَةً فَيُكَبِّرُونَ مِائَةً فَيَقُولُ: هَلِّلُوا مِائَةً فَيُهَلِّلُونَ مِائَةً وَيَقُولُ: سَبِّحُوا مِائَةً فَيُسَبِّحُونَ مِائَةً، قَالَ: فَمَا ذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا انْتِظَارَ رَأْيِكَ وَانْتِظَارَ أَمْرِكَ، قَالَ: أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَعُدُّوا سَيِّئَاتِهِمْ وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ ثُمَّ مَضَى وَمَضَيْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَى حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ الْحِلَقِ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: مَا هٰذَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! حَصًى نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّسْبِيحَ، قَالَ: فَعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ، وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ مُتَوَافِرُونَ وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ لَعَلَى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدٰى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُفْتَتِحُوا بَابِ ضَلَالَةٍ، قَالُوا: وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ: وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا: **((أَنَّ قَوْمًا يَقْرَؤُونَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ))** وَايْمُ اللّٰهِ! مَا أَدْرِي لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ، ثُمَّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ: رَأَيْنَا عَامَّةَ أُولٰئِكَ الْحِلَقِ يُطَاعِنُونَا يَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ. [1]

عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھتے تھے، جب آپ باہر آتے تو ہم آپ کے ساتھ مسجد جاتے۔ ہمارے پاس ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن ابھی باہر نہیں آئے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ پھر وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے حتی کہ عبداللہ بن

---

[1] دارمی، المقدمة، باب فی کراهية اخذ الرأی، رقم: ٢٠٤ وسنده صحيح۔

مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے، جب وہ باہر آئے تو ہم سب ان کی طرف کھڑے ہوئے، ان سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! میں نے مسجد میں ابھی ایک کام دیکھا ہے، وہ مجھے برا معلوم ہوا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں نے بہتر ہی دیکھا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کیا ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا: اگر آپ زندہ رہے تو اسے دیکھ لیں گے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک جماعت کو حلقوں کی شکل میں مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر حلقہ میں ایک آدمی ہے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں وہ کہتا ہے: سو بار اللہ اکبر پڑھو تو وہ سو بار ''اللہ اکبر'' پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: سو بار ''لا الہ الا اللہ'' پڑھو تو وہ سو بار ''لا الہ الا اللہ'' پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: سو بار ''سبحان اللہ'' کہو تو وہ سو بار ''سبحان اللہ'' کہتے ہیں۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو نے ان سے کیا کہا؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ کی رائے کا انتظار کرتے ہوئے اور آپ کے کام کا انتظار کرتے ہوئے ان سے کچھ نہیں کہا۔ انہوں نے کہا: کیا تم نے انہیں حکم نہیں دیا کہ وہ اپنی برائیوں کو شمار کریں؟ اور ان کو ضمانت دینا تھی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ پھر وہ چلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے۔ حتی کہ آپ ان حلقوں میں سے ایک کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: یہ کیا ہے، جو میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! ہم ان کنکریوں کے ساتھ اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ کو شمار کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اپنی برائیوں کو شمار کرو۔ نیکیوں کا میں ضامن ہوں کہ وہ برباد نہیں ہوں گی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تم پر افسوس ہے کہ تم کتنی جلدی ہلاک ہو رہے ہو۔ یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کثرت سے موجود ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور آپ کے ابھی برتن بھی نہیں ٹوٹے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو تم ایسے طریقے پر ہو جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے زیادہ ہدایت ہے یا تم

نے گمراہی کا دروازہ کھولا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کی قسم! ہم نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ فرمایا: بہت سے لوگ نیکی کا ارادہ کرتے ہیں مگر انہیں نیکی حاصل نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا: ''ایک قوم قرآن پڑھے گی جوان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔'' اور اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا شاید کہ ان کے اکثر تم سے ہی ہوں۔ پھر آپ ان کے پاس سے واپس چلے آئے۔ عمرو بن سلمۃ کہتے ہیں: ہم نے ان حلقوں کے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ نہروان کے دن خارجیوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف جنگ کر رہے تھے۔

(٥) عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيْ: هٰذِهِ شَدِيْدَةٌ: ((**مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا**)) قَالَ: فَقَالَ ابْنُ أَنَسٍ: أَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا . [1]

عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک۔ چنانچہ جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی۔ پھر انس رضی اللہ عنہ نے مجھ (عاصم) سے کہا: یہ سخت ترین گناہ ہے پھر فرمایا: ''جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول کرے گا اور نہ کوئی نفل۔ ابن انس نے کہا: یا کسی بدعتی کو پناہ دی۔

(٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ**

---

[1] مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة، رقم: ١٣٦٦۔

اَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَدَقٌ)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ حرم ہے لہٰذا جس شخص نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ روز قیامت نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔''

(۷) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ اِلٰى كَذَا، مَنْ اَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) وَقَالَ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) [2]

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صحیفے کے سوا اور کوئی چیز (شرعی احکام سے متعلق) لکھی ہوئی صورت میں نہیں ہے، اس صحیفہ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''مدینہ (عائر پہاڑی سے لے کر) فلاں مقام تک حرم ہے جس نے اس حد میں کوئی بدعت نکالی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ ہی کوئی نفل۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''تمام مسلمانوں میں سے کسی کا بھی عہد کافی ہے لہٰذا اگر کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ میں کسی دوسرے نے بدعہدی کی تو اس پر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ ہی کوئی نفل اور جو کوئی اپنے مالک کو چھوڑ کر اس کی اجازت

---

[1] ایضًا، رقم: ۱۳۷۱۔

[2] بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب حرم المدینة، رقم: ۱۸۷۰۔

کے بغیر کسی دوسرے کو مالک بنائے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ ہی کوئی نفل۔''

اس حدیث میں چار قسم کے لوگوں پر لعنت اور ان کے اعمال کی بربادی کی خبر دی گئی ہے۔ان میں سے دو کا باب کی مناسبت سے ہم ذکر کریں گے باقی کی وضاحت آگے آئے گی:

① مدینہ میں بدعت ایجاد کرنے والا، اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی لعنت ہے ایسے ملعون کی کوئی عبادت اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔ بدعت کہیں بھی ایجاد کرنے کی اجازت نہیں نہ مدینہ میں اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ اور اس حدیث کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بدعت صرف مدینہ میں ہی مذموم ہے مدینہ کے علاوہ کسی اور جگہ مذموم نہیں بلکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص بدکاری کسی عام جگہ پر کرے تو اس کا جرم ہے تو سنگین مگر اتنا نہیں جتنا کہ اس بدبخت کا ہوگا جو یہی کام کسی مسجد وغیرہ میں کرے کیونکہ ایسے شخص پر ایک تو بدکاری کا گناہ ہے اور دوسرا اللہ کے گھر کی حرمت پامال کرنے کا۔ مذکورہ حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ مدینہ منورہ میں جو شخص بدعت ایجاد کرے گا وہ دہرے گناہ کا مرتکب ہوگا ایک تو بدعت کی وجہ سے اور دوسرا مدینۃ الرسول کی حرمت پامال کرنے کی وجہ سے، اسی لیے ایسے شخص کو ملعون قرار دیا گیا ہے اور اسے بربادی اعمال کی نوید سنائی گئی ہے۔

② جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر بھی اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی لعنت ہے اور ایسے ملعون کی بھی کوئی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہ ہوگی۔ کسی بدعتی کو پناہ دینا گویا اس کا معاون بننا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا ہے لہٰذا پناہ دینے والا بھی اسی طرح مجرم ٹھہرا جس طرح بدعتی مجرم ہے۔تو بہرحال بدعت ایجاد کرنے والا اور بدعتی کو پناہ دینے والا دونوں ملعون ہیں دونوں کے فرض، نفل قبول نہ ہوں گے۔

بدعت کے دیگر نقصانات:

☆ تمام بدعات گمراہی ہیں:

❊ عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ

مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) 1

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حمد و ثنا کے بعد! سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

* عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ وَحُجْرِ بْنِ حُجْرٍ قَالَا: أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ (التوبة: ٩٢) فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا: أَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ وَعَائِدِيْنَ وَمُقْتَبِسِيْنَ، فَقَالَ الْعِرْبَاضُ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: ((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) 2

جناب عبدالرحمٰن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر کا بیان ہے کہ ہم سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ﴾ ''ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ آپ کے پاس آئے کہ

---

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول؛ مسلم، رقم: ٨٦٧۔

2 ابوداود، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، رقم: ٤٦٠٧ وسنده صحيح۔

آپ انہیں سواری دیں تو آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں تو وہ اس حال میں لوٹ گئے کہ ان کی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انہیں کچھ میسر نہیں جسے وہ خرچ کریں۔'' (۹/ التوبة: ۹۲) ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا: ہم آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں اور یہ کہ آپ کی عیادت ہو جائے اور کوئی علمی فائدہ بھی حاصل کر لیں، تو سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف منہ کر لیا اور وعظ فرمایا، بڑا ہی بلیغ اور جامع وعظ، ایسا کہ اس سے ہماری آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا الوداعی واعظ تھا، پس آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رہنا اور اپنے حکام کے احکام سننا اور ماننا، خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت اپنائے رکھنا، خلفاء جو اصحابِ رشد و ہدایت ہیں، سنت کو خوب مضبوطی سے تھامنا، بلکہ ڈاڑھوں سے پکڑے رہنا، نئی نئی بدعات و اختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا، بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

☆ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدعتیوں سے بیزاری کا اعلان کر دیں گے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَأَقُوْلُ: إِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ)) [1]

---

[1] مشكوٰة المصابيح، كتاب احوال القيامة، باب الحوض والشفاعة، الفصل الاول؛ بخاری، رقم: ٦٥٨٣، ٦٥٨٤۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ (اس سے) پیئے گا اور جس نے پی لیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے میں انہیں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی، میں کہوں گا: یہ تو مجھ سے ہیں۔ مجھے جواب ملے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کیے تھے۔ میں کہوں گا: اس شخص کے لیے دوری ہو، دوری ہو جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی۔''

☆ بدعتی کی عزت کرنا اسلام کی عمارت گرانے کے مترادف ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ)) [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بدعتی کی عزت کی تو اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔''

☆ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بدعتی کے سلام کا جواب نہیں دیا:

حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ، فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تَقْرَئْهُ مِنِّي السَّلَامَ. [2]

امام نافع فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص آپ کو سلام کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ اس نے بدعت ایجاد کی ہے؟ اگر اس نے بدعت ایجاد کی ہے تو میری طرف سے اسے سلام مت کہنا۔

---

[1] كتاب الشريعة للآجري، باب ذكر هجرة اهل البدع والاهواء، رقم: ٢٠٩٤ وسنده حسن۔ [2] ترمذي، كتاب الولاء والهبة، باب، رقم: ٢١٥٢، وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب۔

☆ بدعتی کی توبہ قابل قبول نہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ)) [1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا۔ (جب تک وہ بدعت نہ چھوڑے)۔''

بدعت کی اقسام:

دکتور صالح بن فوزان بدعت کی اقسام کے سلسلے میں رقمطراز ہیں:

پہلی قسم: ایسی بدعت جس کا تعلق قول واعتقاد سے ہے جیسے جہمیہ، معتزلہ، رافضہ اور تمام گمراہ فرقوں کے اقوال واعتقادات۔

دوسری قسم: عبادتوں میں بدعت، جیسے اللہ کی پرستش غیر مشروع عبادت سے کرنا اور اس کی چند قسمیں ہیں:

پہلی قسم: نفس عبادت ہی بدعت ہو جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کر لی جائے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد اور اصل نہ ہو۔ مثلاً غیر مشروع نماز، غیر مشروع روزہ یا غیر مشروع عیدیں جیسے میلاد النبی وغیرہ۔

دوسری قسم: جو مشروع عبادت میں زیادتی کی شکل میں ہو جیسے کوئی ظہر یا عصر کی نماز میں (جان بوجھ کر) پانچویں رکعت زیادہ کر دے۔

تیسری قسم: جو عبادت کی ادائیگی کے طریقوں میں ہو یعنی اسے غیر شرعی طریقے پر ادا کرے، جیسے مشروع اذکار و دعائیں اجتماعی آواز اور خوش الحانی سے ادا کرنا۔ اور جیسے اپنے آپ پر عبادت میں اتنی سختی برتنا کہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز کر جائے۔

چوتھی قسم: جو مشروع عبادت کسی ایسے وقت کی تخصیص کی شکل میں ہو جسے شریعت نے خاص

---

[1] معجم الاوسط للطبرانی، رقم: ٤٢٠٢، وقال المنذری فی الترغیب (رقم: ٨٣): رواه الطبرانی واسناده حسن۔

نہ کیا ہو، جیسے پندرہویں شعبان کی شب وروز نماز روزے کے ساتھ خاص کرنا، کیونکہ نماز وروزے اصلاً مشروع ہیں لیکن کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔ 1

بدعت کی تمام قسموں کا حکم

دکتور صالح فرماتے ہیں:

دین میں ہر بدعت حرام اور باعث ضلالت وگمراہی ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة))

''دین کے اندر تمام نئی پیدا کی ہوئی چیزوں سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: ((من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد)) اور ایک دوسری روایت میں ہے: ((من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد)) تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دین میں ایجاد شدہ نئی چیز بدعت ہی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور وہ مردود ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات واعتقادات میں بدعتیں حرام ہیں لیکن یہ حرمت بدعت کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ بعض بدعتیں صراحتاً کفر ہیں جیسے صاحب قبر سے تقرب حاصل کرنے کے لیے قبروں کا طواف کرنا اور ان پر ذبیحے اور نذر ونیاز پیش کرنا ان سے مرادیں مانگنا اور فریاد رسی کرنا۔ یا جیسے غالی قسم کے جہمیوں اور معتزلیوں کے اقوال۔

اور بعض بدعتیں وسائل شرک میں سے ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور وہاں نماز پڑھنا اور دعائیں مانگنا۔ بعض بدعتیں فسق اعتقادی ہیں جیسے خوارج قدریہ اور مرجئہ کے اقوال اور شرعی دلیلوں کے مخالف ان کے اعتقادات اور بعض بدعتیں معصیت ونافرمانی کی ہیں جیسے شادی بیاہ سے کنارہ کشی اور دھوپ میں کھڑے ہو کر روزہ رکھنے کی بدعت اور شہوت جماع ختم کرنے کی غرض سے خصی کرنے کی بدعت۔ 2

بدعات کے ظہور کے اسباب:

دکتور صالح بن فوزان نے ''بدعت تعریف اقسام اور احکام'' میں بدعتوں کے ظہور کے

1 بدعت، ص: ۷ تا ۹۔ 2 ایضاً، ص: ۹ تا ۱۱۔

چار اسباب بیان فرمائے ہیں جنہیں ہم سطور ذیل میں بیان کر رہے ہیں:

پہلا سبب: دینی احکام سے لاعلمی و جہالت:

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اور لوگ آثارِ رسالت سے دور ہوتے گئے، علم کم ہوتا رہا اور جہالت عام ہوتی گئی جیسا کہ اس کی خبر نبی ﷺ نے اپنی اس حدیث میں دی ہے: ((فانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرًا)) ''تم میں سے زندہ رہنے والا شخص بہت سارے اختلافات دیکھے گا۔'' اور اپنے اس فرمان میں بھی اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ:

((ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا و اضلوا))

''اللہ تعالیٰ علم بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرے گا بلکہ علماء کو ختم کر کے علم ختم کرے گا یہاں تک کہ جب کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو رؤساء بنالیں گے اور یہ لوگ مسئلہ پوچھے جانے پر بغیر علم کے فتویٰ دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

تو علم اور علماء ہی بدعت کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں، اور جب علم و علماء ہی کا فقدان ہو جائے تو بدعت کے پھلنے پھولنے اور بدعتیوں کو سرگرم ہونے کے مواقع میسر ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: خواہشات کی پیروی

جو کتاب و سنت سے اعراض کرے گا وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ ﴾ [1]

''اگر یہ آپ کی بات نہ مانیں تو آپ یقین کرلیں کہ یہ صرف اپنی خواہش کی

---

[1] ۲۸/ القصص: ۵۰۔

پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کے پیچھے چلے۔''

﴿ أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ﴾ [1]

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟''

تیسرا سبب: مخصوص لوگوں کی رائے کے لیے تعصب برتنا

کسی کی رائے کی طرفداری کرنا یہ انسان اور دلیل کی پیروی و معرفت حق کے درمیان بہت بڑی رکاوٹ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ﴾ [2]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔''

اور آج کل یہی حالت متعصبین کی ہے خواہ وہ مذاہب و صوفیت کے بعض پیروکار ہوں یا قبوری حضرات جب انہیں کتاب وسنت کی پیروی اور ان دونوں کی مخالف چیزوں کو چھوڑنے کو کہا جاتا ہے تو یہ حضرات اپنے مذاہب، مشائخ اور آباء واجداد کو دلیل بناتے اور بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

چوتھا سبب: کافروں سے مشابہت اختیار کرنا

کافروں سے مشابہت سب سے زیادہ بدعتوں میں مبتلا کرنے والی چیزوں میں سے ہے، جیسا کہ سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ٤٥/ الجاثیة:٢٣۔ [2] ٢/ البقرة:١٧٠۔

کے ساتھ حنین کی طرف نکلے اور ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، مشرکوں کے لیے ایک بیری کا درخت تھا جہاں یہ لوگ ٹھہرتے تھے اور جس کے ساتھ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے جسے ذات انواط کہا جاتا تھا، تو ہمارا گزر بیری کے درخت کے پاس سے ہوا، ہم لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لیے بھی ذات انواط بنا دیجئے جیسا کہ ان کے لیے ذات انواط ہے، رسول اللہ ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے کہا: اللہ اکبر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگوں نے ویسے ہی کہا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

﴿ اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴾ [1]

''ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی معبود مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں فرمایا: بے شک تم لوگ جہالت برت رہے ہو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لتركبن سنن من كان قبلكم)) ''تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے ضرور اختیار کرو گے۔''

اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ کفار کی مشابہت ہی نے بنی اسرائیل اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے نبی سے ایسا غلط مطالبہ کریں کہ وہ ان کے لیے اللہ کو چھوڑ کر ایک ایسا معبود مقرر کر دیں جس کی وہ پرستش کریں اور اس سے تبرک حاصل کریں۔

اور یہی آج حقیقت میں ہو رہا ہے اس لیے کہ اکثر مسلمانوں نے شرک و بدعت کے ارتکاب میں کافروں کی روش اپنائی ہوئی ہے جیسے برتھ ڈے منانا، مخصوص اعمال کے لیے دنوں اور ہفتوں کی تعیین، یادگاری چیزوں اور دینی مناسبتوں سے جلسے جلوس منعقد کرنا، یادگاری تصوریں و مجسمے قائم کرنا، ماتم کی محفلیں منعقد کرنا، جنازے کی بدعتیں اور قبروں پر تعمیر وغیرہ۔ [2]

---

[1] ۷/ الاعراف:۱۳۸۔ [2] بدعت، ص:۱۸ تا ۲۲۔

فصل: 10

نماز کو برباد کرنے والے اعمال

عبادات میں نماز کی اہمیت وفرضیت محتاج بیان نہیں یہ ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کو مضبوط اور مستحکم کرتی ہے۔ عقائد کے بعد سب سے زیادہ زور بھی اسی عبادت پر دیا گیا ہے اور چھوڑنے پر سخت سے سخت وعیدیں بھی سنائی گئی ہیں کس قدر بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اپنی نمازوں سے غافل اور کوتاہی کا شکار ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر وہ لوگ کتنے بدبخت ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر ان کی نماز بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی ایسے لوگ یقیناً گھاٹے اور نقصان میں ہیں لیکن انہیں شعور ہی نہیں۔ سطور ذیل میں ہم ایسے اعمال ذکر کریں گے جو نماز جیسی عظیم عبادت کے اجر وثواب پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس عظیم عمل کی تباہی وبربادی کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ وہ امور مندرجہ ذیل ہیں:

1 طہارت کے بغیر نماز ادا کرنا

* عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”طہارت کے بغیر نماز اور حرام مال سے (کیا ہوا) صدقہ قبول نہیں ہوتا ہے۔“

صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نماز کے لیے طہارت کے واجب ہونے پر (بڑی واضح) نص ہے۔ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک نماز کی صحت کے لیے طہارت شرط ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ پانی کے بغیر یا (بامر مجبوری) مٹی کے ساتھ طہارت حاصل کیے بغیر نماز پڑھنا

[1] ترمذي، كتاب الطهارة، باب ماجاء لا تقبل صلاة بغير طهور، رقم: ۱ ۔ قال الالباني: صحيح۔

حرام ہے چاہے فرضی ہو یا نفلی۔ ❶

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ اذا فات الشرط فات المشروط جب شرط نہ رہے تو مشروط بھی نہیں رہتا یعنی اگر شرط جو کہ طہارت ہے نہ ہوگی تو مشروط جو کہ نماز ہے قبول نہ ہوگی۔ ایسے ہی حرام مال سے کیا ہوا صدقہ بھی قبولیت کا درجہ نہیں رکھتا۔

❊ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ)) قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَاالْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءٌ اَوْ ضُرَاطٌ. ❷

جناب ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حدث کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ (دوبارہ) وضو نہ کرلے۔'' حضرموت کے ایک آدمی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حدث کیا ہے؟۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مقعد سے نکلنے والی) آواز والی ہوا یا بے آواز والی ہوا۔

پچھلی حدیث میں عام طہارت کا ذکر تھا اور اس حدیث میں وضو کا ذکر ہے، دونوں حدیثوں کو ملا کر مطلب یہ ہوا کہ نمازی کے لیے ہر طرح کی طہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔ طہارت اکبر غسل جنابت وغیرہ اور طہارت اصغر وضو وغیرہ نیز اس کے ساتھ ساتھ لباس اور جائے نماز کا بھی پاک ہونا ضروری ہے۔

❊ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ)) ❸

''جس شخص کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جس نے وضو کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا اس کا وضو نہیں ہے۔''

---

❶ تحفة الاحوذي: ١/ ٢٥ بيروت۔

❷ بخاري، كتاب الوضو، باب لا تُقْبَلُ صلاة بغير طهور، رقم: ١٣٥۔

❸ ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ماجاء في التسمية في الوضوء، رقم: ٣٩٩، حسنه الالباني وكذلك قال شيخنا زبير علي زئي۔

❷ بلا وجہ نماز باجماعت سے پیچھے رہنا

* عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ)) ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سنے، پھر (نماز کو) نہ آئے تو اس کی نماز (قبول) نہیں ہوگی سوائے کسی عذر کے۔''

* عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَارِغًا صَحِيحًا فَلَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ)) ❷

جناب ابن بریدہ رحمہ اللہ اپنے والد (سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اذان سن لی جبکہ وہ فارغ تھا، تندرست تھا، پھر اس نے جواب نہیں دیا (یعنی جماعت میں حاضر نہیں ہوا) تو اس کی نماز نہیں۔''

مرض، خوف، سفر اور بارش وغیرہ شرعی عذر ہیں ان میں سے کسی ایک عذر کی وجہ سے نماز باجماعت چھوڑنے کی رخصت ہے۔ اسی طرح اگر کھانا حاضر ہو اور کھانے کی طلب بھی ہو یا انسانی حاجت تنگ کر رہی ہو تو تب بھی رخصت ہے ورنہ نہیں۔ مگر آج ہمارے مسلمان بھائیوں نے تو معمولی معمولی باتوں کو عذر بنا رکھا ہے۔ دکاندار کے پاس گاہکوں کا عذر ہے، کھیل کود میں مصروف آدمی کو کھیل کود کا عذر ہے۔ کوئی کیا عذر بتاتا ہے کوئی کیا عذر؟ تاہم شریعت ان اعذار کو تسلیم نہیں کرتی کہ دکاندار اپنے گاہکوں کو عذر سمجھے، دوست احباب میں بیٹھا شخص دوستوں اور ان کے ساتھ ہنسی مذاق، دل لگی، کو اپنا عذر سمجھ لے۔ بلکہ شریعت تو یہ کہتی ہے کہ سب نماز باجماعت کے لیے آؤ۔

❸ نماز میں رکوع، قومہ، سجدہ اور خشوع وغیرہ پورا نہ کرنا:

* عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ

---

❶ ابن ماجه، كتاب المساجد والجماعة، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، رقم: ٧٩٣، قال الالباني: صحيح۔ ❷ حاكم: ١/ ٢٤٦ وقال الالباني في الارواء (٢/ ٣٣٨): هذا سند صحيح على شرط البخاري۔

رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) ثَلَاثًا، فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِيْ، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اس کے بعد ایک اور شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر نبی ﷺ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: ''واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ، کیوں کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ شخص واپس گیا اور پہلے جیسی نماز پڑھی اور پھر آ کر سلام کیا لیکن آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا: ''واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ، کیوں کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' آپ ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ آخر اس شخص نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اس کے سوا اور کوئی اچھا طریقہ نہیں جانتا اس لیے آپ مجھے نماز سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو پہلے تکبیر کہہ پھر آسانی کے ساتھ جتنا قرآن تجھ کو یاد ہو اس کی تلاوت کر، اس کے بعد رکوع کر یہاں تک کہ اچھی طرح اطمینان کے ساتھ رکوع ہو، پھر سر اٹھا کر پوری طرح کھڑا ہو جا۔ اس کے بعد سجدہ کر پورے اطمینان کے ساتھ، پھر سر اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا، اسی طرح اپنی نماز مکمل کر۔''

---

[1] بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القرأة الامام والمأموم فی الصلوات کلها فی ......، رقم:۷۵۷۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز درحقیقت وہی صحیح اور قبولیت کا درجہ حاصل کرتی ہے جو رکوع، سجدہ، قیام، جلسہ، قومہ وغیرہ ارکان کو ٹھیک طور پر ادا کر کے پڑھی جائے۔ جب نماز میں ان اراکین کا خیال نہ رکھا جائے تو ایسی نماز گویا کہ مرغ اور کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے کے مترادف ہے۔ مذکورہ بالا حدیث اہل علم میں حدیث ''مسيئ الصلاة'' کے نام سے معروف ہے اور اس صحابی کا نام خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کیا جاتا ہے جس کو صادق المصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جا، دوبارہ نماز ادا کر کیوں کہ تیری تو نماز ہی نہیں ہوئی۔ آج کل ہمارے کئی بھائی جلدی جلدی نماز ادا کرتے ہیں اور ارکان نماز اچھی طرح ادا کیے بغیر ہی نماز پڑھتے ہیں، انہیں اس حدیث کو سامنے رکھ کر سوچنا چاہیے۔ بہر حال جس نماز میں خشوع خضوع اور رکوع وسجود دیگر ارکان پورے نہ کیے جائیں وہ نماز برباد ہو جاتی ہے۔

❊ عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَبْنَ وَهْبٍ، قَالَ: رَأٰى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَقَالَ: مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَاللّٰهُ مُحَمَّدًا. [1]

جناب سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جو نہ تو رکوع پوری طرح کر رہا تھا اور نہ ہی سجدہ۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تو نے تو نماز ہی نہیں پڑھی (اور یاد رکھ کہ) اگر تو (اسی حالت میں) مر گیا تو تیری موت اس سنت پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔ (یعنی تیرا خاتمہ کفر پر ہوگا)

❊ عَنْ عَلِيِّ بِنِ شَيْبَانَ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ: خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَيْنِهِ رَجُلًا لَا يُقِيْمُ صَلَاتَهُ. يَعْنِي: صُلْبَهُ. فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلَاةَ، قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! لَا صَلَاةَ

[1] بخاری، کتاب الاذان، باب اذا لم یتم الرکوع، رقم: ۷۹۱۔

لِمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ❶

سیدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (اپنے علاقے سے) نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھ مبارک کے کنارے سے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ نماز ٹھیک طرح سے نہیں پڑھ رہا تھا یعنی اپنی پشت کو رکوع اور سجدے میں سیدھا نہیں کرتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر لی تو ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانوں کے گروہ! جو آدمی رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز نہیں (قبول) ہوتی۔''

❋ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ❷

''سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک وہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر برابر نہ کر لے۔''

رکوع اور سجدے کا مسنون طریقہ

رکوع: ☆ رکوع میں پیٹھ بالکل سیدھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو، او نچا نہ ہو اور نہ نیچا، جبکہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھیں۔ ❸

☆ دونوں ہاتھوں کو کھینچ کر رکھیں، ذرا بھی خم نہ ہو نیز ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھیں اور گھٹنوں کو مضبوطی سے تھامیں۔ ❹

سجدہ: ☆ سجدے میں جاتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے زمین پر لگائیں۔ ❺

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الركوع في الصلاة، رقم: ٨٧١، قال الالباني: صحيح۔ ❷ ابوداود، كتاب الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه...... رقم: ٨٥٥، قال الالباني: صحيح۔

❸ بخاري، رقم: ٨٢٨؛ مسلم، رقم: ٤٩٨۔ ❹ ابوداود، رقم: ٧٣١، ٧٣٤ صحيح۔

❺ ابوداود، رقم: ٨٤٠ صحيح۔

☆ سجدہ میں پیشانی اور ناک زمین پر ٹکائیں۔ [1]

☆ دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کے برابر رکھیں۔ [2]

☆ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے زمین پر خوب ٹکائیں۔ [3]

☆ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ مڑی ہوئی ہوں۔ [4]

☆ دونوں پاؤں کھڑے ہوں۔ [5]

☆ ایڑیاں آپس میں ملی ہوئی ہوں۔ [6]

☆ بازو بغلوں سے دور ہوں۔ [7]

☆ کہنیاں زمین پر نہ لگیں اور نہ ہی پہلوؤں سے ملائیں بلکہ زمین سے اونچی اور پہلوؤں سے جدا ہوں۔ [8]

❋ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيِّ الْحَنَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا)) [9]

سیدنا طلق بن علی الحنفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز کو دیکھتا بھی نہیں جو رکوع اور سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا۔''

4 سجدے میں ناک اور پیشانی زمین پر نہ رکھنا

❋ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَضَعْ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ)) [10]

---

[1] بخاری، رقم: ۸۱۲۔

[2] ترمذی، رقم: ۳۰۴؛ ابوداود، رقم: ۷۲۶ صحیح۔

[3] ابوداود، رقم: ۸۵۹ حسن۔ [4] بخاری، رقم: ۸۲۸۔

[5] مسلم، رقم: ۴۸۶۔ [6] ابن خزیمة: ۱/ ۳۲۸، رقم: ۶۵۴ صحیح۔

[7] ابوداود، رقم: ۷۳۰ صحیح۔ [8] بخاری، رقم: ۸۲۸۔

[9] احمد: ۴/ ۲۲ صحیح۔ [10] دارقطنی: ۱/ ۳۴۸، رقم: ۱۳۰۳ وسندہ حسن۔

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اپنی ناک زمین پر نہیں رکھتا۔''

✽ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَاٰی رَجُلًا يُصَلِّيْ مَا يُصِيْبُ اَنْفَهُ مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ: ((**لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُصِيْبُ اَنْفُهُ مِنَ الْاَرْضِ مَا يُصِيْبُ الْجَبِيْنُ**)) [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو ناک زمین پر نہیں رکھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ''اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اس وقت ناک زمین پر نہ رکھے جب وہ پیشانی زمین پر رکھتا ہے۔''

ان احادیث پر امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۳۸۵ھ) نے جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے: باب وجوب وضع الجبهة والانف یعنی باب ہے پیشانی اور ناک کو (سجدے میں زمین پر) رکھنے کے وجوب میں۔ گویا امام دارقطنی فرما رہے ہیں کہ سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا واجب ہے۔ اور احادیث میں جو وعید آئی ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ پیشانی اور ناک زمین پر رکھے جائیں ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے پیشانی پر ساتھ ہی آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنے ناک کی طرف اشارہ فرمایا (کہ ناک اور پیشانی دونوں مل کر ایک عضو ہیں) دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور اپنے قدموں کی انگلیوں پر۔ [2]

اس حدیث سے بھی پتا چلا کہ ناک اور پیشانی کو سجدے کے دوران زمین پر رکھنا ضروری ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے۔'' اور امر وجوب کے لیے آتا ہے مگر افسوس صد افسوس ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ اگر پیشانی زمین پر نہ بھی لگے یعنی صرف ناک زمین پر لگا لو اور پیشانی نہ بھی لگاؤ تو جائز ہے۔

---

[1] ایضًا، رقم: ١٣٠٤ وسنده حسن۔

[2] بخاری، رقم: ٨١٢۔

5 نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھنا

* عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) 1

سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی نماز نہیں (قبول ہوتی) جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔''

اس حدیث کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کیا ہے (دیکھیں: جزء القراۃ للبیہقی، رقم: ۱۰۰ وسندہ صحیح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کی کس قدر اہمیت ہے اور نماز میں اس کا پڑھنا کتنا ضروری ہے۔ لَا صَلَاةَ میں لام نفی جنس کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام الدنیا فی فقہ الحدیث امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر اس طرح باب باندھا ہے: بَابُ وُجُوْبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيْهَا وَمَا يُخَافَتْ یعنی باب ہے (سورۂ فاتحہ) کی قرأت کے واجب ہونے کے بارہ میں، امام اور مقتدی کے لیے، سفر اور حضر میں، سری اور جہری سب نمازوں میں۔

معلوم ہوا کہ آدمی اکیلا ہو یا جماعت میں امام کے پیچھے ہو، مرد ہو، یا عورت ہو، نماز فرضی ہو یا نفلی، سفر میں ہو یا حضر میں۔ اسی طرح دن کی نماز ہو یا رات کی، جہری ہو یا سری، ہر نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر سورۂ فاتحہ نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی بلکہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے اس کو نماز نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ حدیث میں سورۂ فاتحہ ہی کو نماز کہا گیا ہے۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي)) ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر لیا ہے۔'' 2 اس حدیث میں سورۂ فاتحہ کو نماز کہا گیا ہے کیوں کہ حدیث میں سورۃ فاتحہ ہی کی تقسیم کا ذکر ہے۔

یہاں ہم سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا اپنا واقعہ بھی بیان کرتے ہیں جزء القراۃ

---

1 بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراۃ لِلامام......، رقم: ۷۵۶۔

2 مسلم، رقم: ۳۹۵۔

للبخاری (حدیث: ٦٥ بسند حسن) میں ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامت ایلیا نامی جگہ میں تھے ایک دن وہ کسی وجہ سے صبح کی نماز میں کچھ دیر سے پہنچے تو ابونعیم موذن نے اقامت کہہ کر نماز پڑھانی شروع کر دی جب سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ پہنچے تو لوگوں نے صفیں بنالی تھیں اور ابونعیم اونچی آواز میں قرات کر رہے تھے تو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھی حتی کہ میں (راوی حدیث نافع بن محمود) نے اچھی طرح اسے سمجھ لیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں (نافع) نے پوچھا: میں نے آپ کو سورۂ فاتحہ پڑھتے سنا ہے (اس کی دلیل؟) سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں سے وہ نماز پڑھائی تھی جس میں قرات بلند آواز میں کی جاتی ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ جب قرات اونچی آواز میں ہو رہی ہو تو کوئی آدمی بھی سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھے۔''

محمود بن ربیع کا بیان ہے کہ میں نے نماز پڑھی میرے ساتھ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی تو میں نے کہا: اے ابوالولید! میں نے آپ کو سورہ فاتحہ پڑھتے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ [1]

اس مسئلہ پر سیر حاصل مطالعہ کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں انتہائی مفید ہیں:

(۱) توضیح الکلام از مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ (۲) نصر الباری فی تحقیق جزء القراۃ از محدث العصر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ۔

* عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ)) وَسَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ الْقِرَاءَةِ، قَالَ: اَرٰى يَعُوْدُ لِصَلَاتِهٖ وَاِنْ ذَكَرَ ذٰلِكَ وَهُوَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، وَلَا اَرٰى اِلَّا اَنْ يَعُوْدَ لِصَلَاتِهٖ. [2]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔'' میں (ابن شہاب) نے اس (سیدنا محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ) سے سوال کیا کہ اگر کوئی

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة: ٤/ ٢٧٢ وسنده صحيح۔ [2] جزء القراة للامام محمد بن اسمعيل البخاري، رقم:٧۔ قال شيخنا زبير علي زئي: صحيح۔

شخص قراءت بھول جائے تو کیا کرے؟ تو انہوں (محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میرے خیال میں اسے نماز دہرانی چاہیے اگر دوسری رکعت میں یاد آئے تو تب بھی نماز دہرائے۔“

سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ وہی صحابی ہیں جن کے چہرے پر ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے پانی کی کلی پھینکی تھی پھر یہ ادا ان کے تعارف کا حصہ بن گئی اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں یعنی صحابی صحابی سے روایت کر رہا ہے۔

* عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ)) [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔“

* عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ)) [2]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، وہ ناقص ہے۔“

* أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ)) [3]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی نے کوئی نماز ادا کی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے۔ نامکمل ہے۔“

(ابوسائب راوی حدیث نے کہا) میں نے عرض کیا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ تو انہوں نے میرے بازو کو دبا کر فرمایا: اے فارسی! تم اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔“

---

[1] ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة...... باب القراة خلف الامام، رقم: ۸۴۰ حسن صحيح۔

[2] ايضا، رقم: ۸۴۱ وسنده صحيح۔ [3] ايضا، رقم: ۸۳۸؛ مسلم، رقم: ۳۹۵۔

دل میں پڑھنے سے مراد آواز نکالے بغیر پڑھنا ہے، بہر حال سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص اور نا تمام ہے درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی لہٰذا تعصب چھوڑ کر حدیث رسول کے ساتھ مخلص ہو کر مذکورہ حدیثوں پر عمل کریں اسی میں خیر ہے۔

6 فرض نماز کی جماعت ہوتے ہوئے اور کوئی نماز نہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو سنن ونوافل پڑھنا جائز و درست نہیں خواہ یقین ہو کہ سنتوں کے بعد پہلی رکعت مل جائے گی۔ اگر جماعت کھڑی ہونے سے پہلے سنتیں شروع کی ہیں لیکن جماعت کھڑی ہو گئی اور ابھی سنتیں پڑھ رہا ہے تو فوراً سنتیں ختم کر کے جماعت میں شامل ہو جائے خواہ وہ فجر ہی کی سنتیں کیوں نہ ہوں جماعت کے بعد پڑھ لے اگر جماعت کے ہوتے ہوئے سنتیں پڑھتا رہے گا تو حدیث رسول کا نافرمان بنے گا عمل برباد ہو گا آپ ﷺ کا فرمان برحق اور واضح ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر فرض نماز کے سوا کوئی سنن ونوافل نہیں۔

7 نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا اِزَارَهُ اِذْ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ)) فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ)) فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ اَمَرْتَهُ اَنْ يَتَوَضَّأَ؟ فَقَالَ: ((اِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهُ وَاِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ

---

[1] مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب کراهة الشروع فی نافلة، رقم: ۷۱۰۔

اِزَارَهُ)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔'' چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ آپ نے اسے پھر فرمایا: ''جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔'' وہ پھر گیا اور وضو کر کے آیا۔ تو ایک آدمی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے کس وجہ سے وضو کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ شخص اپنا تہہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنا تہہ بند لٹکا کر نماز پڑھے۔''

کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا کتنا بڑا گناہ ہے؟ مذکورہ حدیث سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز جیسا عظیم عمل بھی ایسی صورت میں قبول نہیں کرتا جب کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور نماز میں عاجزی وانکساری مطلوب ہے جس طرح آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح تکبر اور عاجزی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے لہٰذا اگر نماز میں عاجزی ہی نہ رہے بلکہ اس کے الٹ تکبر ہو تو ایسی نماز بارگاہ الٰہی میں کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟ ایک مومن مسلمان کا ازار تو نہ صرف نماز بلکہ ہر وقت ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ روز محشر ایسے شخص سے کلام تک نہ کرے گا اور نہ اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی اسے گناہوں سے پاک کرے گا جس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہوا جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے ❷ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو تکبر سے کپڑا لٹکائے حالانکہ صحیح حدیث میں ہے کہ کپڑے (تہہ بند، پینٹ، شلوار وغیرہ) کا ٹخنوں سے نیچے جانا ہی تکبر ہے ❸ بہر حال مومنوں کا یہ شیوہ ہرگز نہیں کہ ان کا ازار کسی بھی حالت میں ٹخنوں سے نیچے ہو۔

8 کھانے کی موجودگی اور قضائے حاجت کی ضرورت کے ساتھ نماز پڑھنا

عَنْ أَبِي عَتِيقٍ، قَالَ تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ رضي الله عنها

❶ ابوداود، كتاب الصلاة، باب الاسبال في الصلاة، رقم: ٦٣٨، قال شيخنا زبير علي زئي: حسن۔ ❷ مسلم، رقم: ١٠٦۔ ❸ ابوداود، رقم: ٤٠٨٤۔

حَدِیْثًا ، وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: مَالَكَ لَا تَحَدَّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَخِي هٰذَا؟ أَمَا إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أُتِيتَ هٰذَا أَدَّبَتْهُ أُمُّهُ وَأَنْتَ أَدَّبَتْكَ أُمُّكَ ، قَالَ: فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَأَضَبَّ عَلَيْهَا ، فَلَمَّا رَأَى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ أُتِيَ بِهَا قَامَ . قَالَتْ: أَيْنَ؟ قَالَ: أُصَلِّي . قَالَتْ: اِجْلِسْ ، قَالَ: إِنِّي أُصَلِّي ، قَالَتْ: اِجْلِسْ غُدَرُ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)) [1]

''ابن ابی عتیق بیان کرتے ہیں کہ میں اور قاسم بن محمد (سیدہ عائشہ کے بھتیجے) سیدہ عائشہ کے سامنے ایک حدیث بیان کرنے لگے۔ قاسم بن محمد بہت باتونی تھے ان کی ماں ام ولد تھیں۔ سیدہ عائشہ نے اس سے کہا: کیا بات ہے تو میرے اس بھتیجے کی طرح بیان کیوں نہیں کرتے؟ میں جانتی ہوں تم کہاں سے آئے ہو۔ اسے اس کی ماں نے ادب سکھایا ہے اور تجھے تیری ماں نے ادب سکھایا ہے۔ یہ سن کر قاسم بن محمد ناراض ہوئے اور اپنی اس ناراضگی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اظہار بھی کر دیا۔ قاسم نے جب دیکھا سیدہ عائشہ دستر خوان لگوا رہی ہیں تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے: نماز پڑھنے۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ وہ کہنے لگے: میں تو نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ تو سیدہ عائشہ نے فرمایا: اے بے وفا! بیٹھ جا۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی اس وقت جب اسے بول و براز تنگ کر رہے ہوں۔''

نماز کی قبولیت میں مکمل یکسوئی اور خشوع وخضوع بنیادی امور میں سے ہیں ان کے لیے پوری محنت اور کوشش کرنی چاہیے اور ہر اس حالت سے اجتناب کرنا چاہیے جو ان میں خرابی کا باعث بنے۔ بھوک اور قضائے حاجت دو ایسے فطری امور ہیں جو انسان کے اپنے کنٹرول میں نہیں۔ یہ دونوں چیزیں نماز میں یکسوئی اور خشوع وخضوع کی خرابی کا باعث بنتی

---

[1] مسلم ، کتاب المساجد ، باب کراھة الصلاة بحضرة الطعام...... ، رقم: ٥٦٠۔

ہیں اس لیے ان کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی۔ مثلاً شدید بھوک لگی ہو اور کھانا بھی سامنے موجود ہو تو اس صورت میں اگر وہ نماز میں مصروف ہو گیا تو دھیان کھانے کی طرف ہی رہے اور نماز میں مطلوبہ خشوع وخضوع نہ پا سکے گا۔ یہی حال قضائے حاجت کا ہے اگر وہ نماز میں یا اس سے قبل زور کیے ہوئے ہو تو نمازی کس طرح مکمل یکسوئی اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھے گا؟ بلکہ اگر زیادہ دیر یہی صورت حال رہے تو یہ چیز طبعی طور پر بھی نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ انہی امور کے پیش نظر شریعت نے ان چیزوں کی موجودگی میں نماز پڑھنے سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ نماز نہیں ہوتی۔ ہاں جو امور انسان کے اپنے بس میں ہیں مثلاً کوئی کام ادھورہ رہ رہا ہو تو دینی تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن کو ان چیزوں سے خالی کرے اور پوری یکسوئی کے ساتھ نماز پڑھے اپنے کام یا تو قبل از نماز نمٹا لے یا بعد از نماز مکمل کر لے۔

فصل: 11

نماز کے سلسلے میں بدنصیب لوگ

قارئین! گزشتہ فصل میں آپ نے ان اعمال سے آگاہی حاصل کی جو نماز جیسی عظیم عبادت کے اجر وثواب پر اثر انداز ہوتے ہیں اب اس فصل میں کچھ ایسے بدنصیب لوگوں کا ذکر ہوگا جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

① بھگوڑا غلام

سَمِعْتُ اَبَا اَمَامَةَ رضی اللہ عنہ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ اٰذَانَهُمْ: اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ، وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَاِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ)) [1]

میں (ابو غالب راوی حدیث) نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین انسان ایسے ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے بھی تجاوز نہیں کرتی، بھاگا ہوا غلام، جب تک کہ وہ واپس نہ آجائے۔ اور وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو۔ اور ایسا امام جس کو لوگ ناپسند کرتے ہوں۔''

اس حدیث مبارکہ میں جن تین اشخاص کا ذکر ہوا ہے ان میں سے پہلا شخص وہ غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگ جائے۔ غلام اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی غیر کا مملوک ہو، اس میں مالکیت اور ولایت کی اہلیت ہو نہ شہادت کی اور وہ از خود کسی چیز میں تصرف کرنے کا مجاز نہیں ہوتا نہ اپنے نفس میں اور نہ ہی غیر میں۔

غلامی کے دو اسباب ہیں: 1 کسی شخص کا نسلاً غلام ہونا 2 میدان جہاد میں جو کافر قید کیے گئے ان کے مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنانا۔

---

[1] ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی من ام قوما وهم له كارهون، رقم: ۳۶۰ قال الالبانی: حسن۔

غلامی اگرچہ ایک قسم کی سزا ہی ہے تاہم غلام کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ اپنے آقا کی مکمل اطاعت کرے یہاں تک کہ وہ اسے خود آزاد کر دے یا غلام کسی جائز طریقے سے آزادی حاصل کرے۔ حدیث مبارکہ میں ایسے غلام کو دوہرے اجر کی بشارت دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کرتا ہے۔ [1] تاہم ایسا غلام جو اپنے مالک سے چوری چھپے بھاگ جائے اس کی نماز قبول نہ ہوگی تاوقتیکہ واپس اپنے مالک کے پاس آ جائے۔

② خاوند کو ناراض کرنے والی عورت:

مذکورہ بالا حدیث میں دوسرے نمبر پر اس عورت کا ذکر ہوا ہے جس نے اپنے خاوند کو ناراض کیا اور پھر اسی حالت میں رات بسر کی۔ اس عورت کی بھی نماز قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کو راضی نہ کر لے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ وعید اسی وقت ہوگی جب عورت بداخلاق اور نافرمان ہو اور اس کا خاوند اس کی بداخلاقی اور بے ادبی اور نافرمانی سے ناراض ہو۔ ہاں اگر خاوند ہی بداخلاق ہو اور اپنی بیوی سے ناحق ناراض ہو تو عورت گناہ گار نہ ہوگی مرد ہی گناہ گار ہوگا۔ (واللہ اعلم)

③ جبراً امامت کرنے والا:

حدیث میں تیسرے نمبر پر اس شخص کا ذکر ہے جسے اس کے مقتدی ناپسند کریں لیکن وہ پھر بھی زبردستی امامت کرواتا رہے۔ ایسے امام کی بھی نماز قبول نہ ہوگی۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب وہ کسی شرعی سبب کی بنا پر امام کو ناپسند کرتے ہوں۔ وگرنہ آج کل تو خاص کر لوگ امام سے کہاں راضی ہوتے ہیں۔ الا ماشاءاللہ۔ ہر مقتدی امام کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے، حق بات سننا گوارہ نہیں کرتا۔

ملا علی القاری (المتوفی: ۱۰۱۴ھ) رقمطراز ہیں: یہ شخص قابل مذمت اس وقت ہوگا جب لوگ اسے کسی شرعی دلیل کی بنا پر ناپسند سمجھتے ہوں نیز اس کو مذموم ٹھہرانے کے لیے ضروری ہے کہ اکثر لوگ اسے ناپسند قرار دیں۔ اگر ناپسند کرنے والے لوگ کم ہوں تو اصل اعتبار عالم کا ہے۔ [2]

---

[1] بخاری، رقم: ۹۷۔ [2] مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۳/ ۲۴۷۔

④ ننگے سر نماز پڑھنے والی عورت

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ: ((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ)) ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی دوپٹے کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔''

اس حدیث میں بالغ عورت کا ذکر ہوا ہے جو ننگے سر نماز پڑھتی ہے کہ اس کی نماز کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ بعض لوگ مردوں کے متعلق بھی اسی طرح کی رائے رکھتے ہیں کہ مردوں کی بھی ننگے سر نماز نہیں ہوتی، حالانکہ یہ نہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نہ ہی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ننگے سر نماز پڑھنا بھی ثابت ہے اگر ایسی بات ہوتی یعنی مرد کی بھی ننگے سر نماز نہیں ہوتی تو ضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو بتا دیتے کہ ننگے سر نماز نہیں ہوتی۔ بہر حال بالغ عورت کی ننگے سر نماز نہیں ہوتی۔

⑤ عرّاف کے پاس جانے والا

عَنْ صَفِيَّةَ رضی اللہ عنہا بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً)) ❷

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی عرّاف کے پاس گیا اور اس سے کسی (غیبی) چیز کے متعلق پوچھا تو اس شخص کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

عرّاف کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ عرّاف ایک عمومی نام ہے جو کاہن، نجومی اور علمِ رمل جاننے والوں پر بولا جاتا ہے اور اسی طرح

---

❶ ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب المراۃ تصلی بغیر خمار، رقم:٦٤١، قال الالبانی، صحیح۔

❷ مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة واتیان الکهان، رقم: ٢٢٣٠۔

ہر وہ شخص عراف کہلاتا ہے جو اندازوں اور تخمینوں کے ساتھ غیب دانی کا دعویٰ کرے۔ [1]

کاہنوں، نجومیوں جادوگروں کے پاس کہانت کی غرض سے جانا اور ان کی باتوں کی تصدیق کرنا یا نہ کرنا کتنا بڑا جرم ہے؟ مذکورہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں کرے گا۔ ہمارا پاکستان جس کی بنیاد لا الہ الا اللہ پر رکھی گئی ہے جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کہلاتا ہے اس کے شہروں، دیہات گلیوں، بازاروں، سڑکوں، عمارات، بس اڈے، ریلوے سٹیشنوں نیز اخبارات ورسائل پر اگر آپ نظر دوڑائیں تو کیا لکھا ہوتا ہے؟ محبوب آپ کے قدموں میں، پسند کی شادی، کاروبار میں خسارہ، اولاد سے مایوسی، جو چاہو سو پوچھو۔ وغیرہ وغیرہ۔ کالے علم کے ماہر پروفیسر فلاں بن فلاں، ایم اے، ڈبل ایم اے، کے آفس تشریف لائیں۔ مسئلہ کیسا بھی ہو فوراً حل محبوب آپ کے قدموں میں۔ اور نہ جانے کیا کیا خرافات، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ ملک نجومیوں، کاہنوں اور جادوگروں کا ہے اور عوام کالانعام بالخصوص خواتین جا کر وہاں اپنی قسمت کے حال پوچھتی ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا ہوتا ہے اللہ ہمیں محفوظ فرمائے۔

⑥ مسجد میں خوشبو لگا کر جانے والی عورت:

عَنْ جَدِّهِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ ضُحًى، فَلَقِيَتْنَا امْرَأَةٌ بِهَا مِنَ الْعِطْرِ شَيْءٌ لَمْ أَجِدْ بِأَنْفِي مِثْلَهُ قَطُّ، فَقَالَ لَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ: عَلَيْكِ السَّلَامُ. قَالَتْ: وَعَلَيْكَ. قَالَ: فَأَيْنَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتْ: الْمَسْجِدَ. قَالَ: فَلِأَيِّ شَيْءٍ تَطَيَّبْتِ بِهَذَا الطِّيبِ؟ قَالَتْ لِلْمَسْجِدِ. قَالَ: آللَّهِ؟ قَالَتْ: آللَّهِ، قَالَ: آللَّهِ؟ قَالَتْ: آللَّهِ. قَالَ: فَإِنَّ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ: **((لَا تُقْبَلُ لِامْرَأَةٍ صَلَاةٌ تَطَيَّبَتْ بِطِيبٍ لِغَيْرِ زَوْجِهَا حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنْهُ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ))** فَاذْهَبِي فَاغْتَسِلِي مِنْهُ ثُمَّ ارْجِعِي فَصَلِّي. [2]

---

[1] مجموع الفتاویٰ: ۳۵/ ۱۰۲۔ [2] سنن الکبریٰ للبیهقي، کتاب الصلاة، جماع ابواب اثبات امامة المراة......، رقم: ۵۳۷۶ حسن لذاته۔

عبید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ میں دوپہر کے وقت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جانے کے لیے نکلا ہمیں ایک عورت ملی جس نے ایسی عمدہ خوشبو لگا رکھی تھی کہ میں نے اس جیسی عمدہ خوشبو پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کہا، اس نے جواب دیا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کدھر جا رہی ہو؟ کہنے لگی: مسجد۔ آپ نے پوچھا: یہ خوشبو کس لیے لگا رکھی ہے؟ وہ کہنے لگی: مسجد جانے کے لے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (ازراہِ تعجب) کہا: اللہ۔ اس نے بھی کہا: اللہ۔ آپ نے پھر کہا: اللہ! وہ عورت بھی کہنے لگی: اللہ۔ تب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میرے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ بے شک ''اس عورت کی نماز مقبول نہیں جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے خوشبو لگائے تاوقتیکہ وہ اس سے غسل جنابت کی طرح غسل کرے۔'' لہٰذا چلی جا اور جا کر غسل کر پھر آ کر نماز پڑھنا۔

⑦ شراب پینے والا

* عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا. وَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا. فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا. فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا رَدْغَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ)). [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا، اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں

---

[1] ابن ماجة، كتاب الاشربة، باب من شرب الخمر لم تقبل له صلاة، رقم: ٣٣٧٧ واسناده صحيح۔

ہوگی۔ اور اگر وہ (توبہ کیے بغیر) مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ شراب پی لی اور اسے نشہ ہوگیا تو اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی۔ اگر (اس اثنا میں) وہ (توبہ کیے بغیر) مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر (تیسری بار) شراب پی اور اسے نشہ ہوگیا تو اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی۔ اگر وہ مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا۔ اور اگر توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر (چوتھی بار) شراب پی تو اللہ تعالیٰ نے (ایسے شخص کے بارے میں) پختہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے قیامت کے دن گندی کیچڑ پلائے گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گندی کیچڑ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ اور گندگی۔''

شراب تمام خبائث کی بنیاد اور ہر خطا کی جڑ ہے کیونکہ یہ انسان اور اس کی عقل کے درمیان ایک پردے کا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے انسان شیطانی پھندوں میں پھنس جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں شراب سے بچنے کا حکم دیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس شخص کو اللہ کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے جو شراب سے کسی بھی طرح کا تعلق رکھے۔ لہٰذا جس نے بھی شراب پی تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی الا یہ کہ وہ سچی توبہ کر لے۔ نماز قبول نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ شرابی نماز ہی ترک کر دے کیونکہ ترک نماز ایک علیحدہ گناہ ہے جو شراب نوشی سے بھی بدتر ہے۔

* عَنِ ابنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَن شَرِبَ الْخَمَرَ، فَلَمْ يَنْتَشِ، لَم تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ مَا دَامَ فِي جَوْفِهِ اَوْ عُرُوْقِهِ مِنْهَا شَيْءٌ، وَاِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا، وَاِن انْتَشَى، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِينَ لَيلَةً، وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا مَاتَ كَافِرًا. [1]

---

[1] نسائي، كتاب الاشربة، باب ذكر الآثام المتولدة عن شرب الخمر......، رقم: ٥٦٦٨
قال الالباني: صحيح۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس شخص نے شراب پی لی پھر نشہ نہ ہوا تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی جب تک کہ وہ شراب اس کے پیٹ یا رگوں میں رہی اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو کفر کی حالت پر مرے گا اور اگر نشے میں مست ہو گیا تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر اسی حالت میں مرا تو کفر پر مرا۔

فصل: 12

نماز عصر چھوڑنا

ایمان کے بعد تمام عبادات میں نماز سب سے مقدم ہے۔ کل قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی بابت دریافت کیا جائے گا جس کی نماز درست ہوئی اس کے باقی اعمال کے حساب میں بھی آسانی ہوگی اور جس کی نماز ہی درست نہ ہوئی اس کے دیگر اعمال کی بھی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔

دن رات میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ ویسے تو ان پانچوں نمازوں کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے اور ان کے چھوڑنے پر سخت وعید کا اعلان کیا گیا ہے۔ تاہم نماز عصر کے چھوڑنے پر بہت زیادہ وعید اور ڈانٹ ڈپٹ پلائی گئی ہے قرآن مجید میں اس نماز کی حفاظت کا خصوصیت سے حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴾ [1]

''سب نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہوا کرو۔''

قرآن مجید کے مفسر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے نماز وسطیٰ کو نماز عصر سے تعبیر فرمایا ہے۔ [2]

* عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِيْ غَزْوَةٍ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ: بَكِّرُوْا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ)) [3]

''جناب ابو ملیح رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک

---

[1] ٢/ البقرة: ٢٣٨۔ [2] مسلم، كتاب المساجد، باب الدليل لمن قال الصلوة الوسطى هي صلوة العصر، رقم: ٦٢٧۔

[3] بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب من ترك العصر، رقم: ٥٥٣۔

سفر جنگ میں تھے۔ وہ ابر و بارش کا دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عصر کی نماز جلدی پڑھ لو کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل برباد ہوگیا۔''

ابر کے دن نماز جلدی پڑھنے کا حکم اس لیے دیا کہ نماز میں تاخیر کرنے سے کہیں نماز کا وقت ہی نہ نکل جائے اور ابر کی وجہ سے صحیح اندازہ نہ ہو سکے۔

* عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ تَرَکَ صَلَاۃَ الْعَصْرِ مُتَعَمِّدًا حَتّٰی تَفُوْتَہُ فَقَدْ اُحْبِطَ عَمَلُہُ)) [1]

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے جان بوجھ کر نماز عصر چھوڑ دی یہاں تک کہ اس کا وقت گزر گیا تو یقیناً اس کا عمل برباد ہوگیا۔''

معلوم ہوا کہ نماز عصر ترک کرنے سے اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو نماز عصر کو بالکل ہی ترک کردے اسے پڑھے ہی نہ۔ ہاں جس کی نماز عصر رہ جائے اور وہ یاد آنے پر اسے فوراً پڑھ لے تو اس پر یہ وعید صادق نہیں آتی۔ (واللہ اعلم)

بہر حال نماز عصر چھوڑنا ایک گھناؤنا جرم ہے۔

نماز عصر چھوڑنے کے دیگر نقصانات

☆ نماز عصر چھوڑنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت وعید:

* عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَلَّذِیْ تَفُوْتُہُ صَلَاۃُ الْعَصْرِ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلُہُ وَمَا لَہُ)) [2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کی نماز عصر چھوٹ گئی گویا اس کا گھر اور مال (سب کچھ) لٹ گیا۔''

نماز کا ضائع کرنا اکثر دو چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ 1 اہل و عیال کی خیر و خبر میں مشغول

---

[1] مسند احمد: ٦/ ٤٤٢، حسن لغیرہ۔

[2] بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب اثم من فاتتہ العصر، رقم:٥٥٢۔

رہنے سے۔ 2 مال ودولت کمانے کے لالچ سے۔تو نبی پاک ﷺ کا فرمان کہ نماز عصر کا چھوڑنا انجام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے جیسے اہل وعیال اور مال ودولت سب کچھ لٹ جائے چھین لیا جائے، ظاہر ہے کہ جس کا گھر بار اور مال ودولت چھین لی گئی اس کے پاس باقی کیا رہ گیا؟ جتنا خسارہ اور نقصان اس حالت میں ہے اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ نماز عصر کے چھوڑنے میں ہے یا جس قدر رنج وصدمہ اس حالت میں ہوتا ہے ایسا ہی نماز کے چھوٹنے میں ہونا چاہیے۔ہم اپنی حالت پر غور کریں کہ اگر ہمیں کوئی معتبر شخص یہ کہہ دے کہ فلاں موڑ پر ڈاکو ہیں اور جو بھی وہاں سے گزرتا ہے اس کو قتل کر دیتے ہیں اور اس کا مال چھین لیتے ہیں تو ہم کبھی بھی اس رستے پر نہیں جاتے، رات کو جانا تو درکنار دن کو بھی مشکل سے اس راستے سے گزریں گے لیکن افسوس کہ صادق المصدوق نبی ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہے۔

☆ نماز عصر کی ادائیگی میں رکاوٹ بننے والے کفار پر نبی ﷺ کی بددعا:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ ﷺ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ: ((مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ)) وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ. [1]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہمیں درمیانی نماز نہیں پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔'' اور وہ نماز عصر تھی۔

---

[1] بخاري، كتاب الدعوات، باب الدعا على المشركين، رقم: ٦٣٩٦۔

فصل: 13

روزے کو برباد کرنے والے اعمال

روزہ ایک بڑی عظیم عبادت ہے خواہ نفلی ہو یا فرضی اس کا اجر وثواب کتنا ہے؟ صرف ایک جملے سے اندازہ لگالیں فرمایا: ((الصوم لی وانا اجزی به)) ❶ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں۔'' روزے کے اندر ایک بڑی عجیب خصوصیت ہے جو دیگر عبادات میں نہیں وہ یہ کہ روزہ دکھلاوے اور ریا کاری سے کوسوں دور اور چشم اغیار سے پوشیدہ گویا خالق اور اس کے بندے کے درمیان ایک راز ہے جس کا علم روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں لہٰذا اس کے اجر وثواب کے لیے فرمایا کہ روزہ میرے لیے اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں۔ کتاب وسنت میں بہت سارے ایسے اعمال بیان کیے گئے ہیں جو اس عظیم عبادت کے اجر وثواب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی لیے تو فرمایا گیا ہے کہ کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں اپنے روزے سے صرف بھوک پیاس حاصل ہوتی ہے۔ ❷

① روزے کی نیت نہ کرنا

عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ ❸

''سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔''

اس حدیث سے پتا چلا کہ روزے کے لیے نیت کرنا ضروری ہے اس کے بغیر روزہ قبول نہیں ہوگا۔ فرضی روزے کی نیت رات ہی سے کر لینی چاہیے اگر رات کو نہ کر سکے تو صبح صادق سے بہر کیف پہلے کرے۔ البتہ نفلی روزے کی نیت کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ نیت قصد، ارادہ اور عزم کا نام ہے جس کا محل دل ہے زبان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسی مخصوص دعا ہے جو روزے کی نیت کے سلسلے میں ثابت ہو۔ ہمارے ہاں جونہی رمضان کا مہینہ آتا ہے تو سحری وافطاری کے اوقات کے تجارتی کیلنڈر شائع

---

❶ بخاري، رقم: ١٩٠٤۔ ❷ دارمي، رقم: ٢٧٢٠؛ ابن ماجه، رقم: ١٦٩٠ حسن۔

❸ نسائي، كتاب الصيام، باب ذكر اختلاف الناقلين......، رقم: ٢٣٣٨، قال الالباني: صحيح موقوف۔

ہو کر تقسیم ہونے لگ جاتے ہیں جن پر اوقات نامہ اور روزہ رکھنے کی نیت کے سلسلے میں یہ دعا لکھی ہوتی ہے: وبصوم غد نويت من شهر رمضان کہ میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔ یہ دعا بالکل من گھڑت اور غیر ثابت ہے۔ لگتا ہے کہ اسے گھڑنے والا عربی زبان سے بھی ناواقف ہے کیونکہ "غد" کا لفظ آنے والی کل کے لیے بولا جاتا ہے گزشتہ کل کے لیے "امس" اور آج کے لیے "الیوم" کا لفظ ہے۔ اب غور کریں کہ روزہ آج رکھا جا رہا ہے لیکن نیت کل کے روزے کی ہو رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تو کیا جس دن تیسواں روزہ ہوگا اس دن کل عید کے روزے کی نیت کی جائے گی؟ بہرحال یہ دعا غیر ثابت اور من گھڑت ہے اور نیت دل کا فعل ہے زبانی ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

② جھوٹ بولنا

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔''

جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے ایک مسلمان کو ہمہ وقت اس سے کنارہ کش رہنا چاہیے مگر روزے کی حالت میں تو اس سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جگہ و حالت کے حساب سے گناہ میں شدت پیدا ہوتی رہتی ہے لہٰذا روزے کی حالت میں جھوٹ کی سنگینی بڑھ جاتی ہے اور روزے کے اجر و ثواب پر اثر انداز ہوتی ہے گو ممکن ہے کہ روزے کی فرضیت تو ادا ہو جائے مگر بہرحال ثواب ضرور جاتا رہے گا جیسا کہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔

علامہ عینی (المتوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

واختلف العلماء فی ان الغيبة والنميمة والكذب هل يفطر الصائم فذهب الجمهور من الائمة الى انه لا يفسد الصوم بذلك وانما التنزه عن ذلك من تمام الصوم۔ [2]

---

[1] بخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور......، رقم: ۱۹۰۳۔

[2] عمدة القاری: ۱۰/ ۳۹۴۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ غیبت، چغلی اور جھوٹ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ جمہور ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، تاہم روزے کے تمام وکمال کے لیے ان سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

③ قصداً قے کرنا

* عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّـهُ قَالَ: مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَمَنِ اسْتَقَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ۔ ❶

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس شخص پر قے غالب آ گئی اس پر روزے کی کوئی قضا نہیں اور جس نے ارادتاً قصداً قے کی اس پر اس کی قضا ہے۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جس روزے دار پر قے غالب آ جائے یعنی از خود قے آئے تو اس کا روزہ درست ہے اسے قضائی دینے کی ضرورت نہیں لیکن جس نے جان بوجھ کر اپنے اختیار اور ارادے سے قے کی اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا فرضی ہو یا نفلی تاہم فرضی روزے کی قضا دینا ضروری ہوگی۔

* عَنْ اَبِي مَرْزُوْقٍ قَالَ: سَمِعْتُ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فِي يَوْمٍ كَانَ يَصُوْمُهُ فَدَعَا بِاِنَاءٍ فَشَرِبَ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كُنْتَ تَصُوْمُهُ؟ قَالَ: ((اَجَلْ وَلٰكِنِّي قِئْتُ)) . ❷

''ابو مرزوق کہتے ہیں نے میں سیدنا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ ان کے پاس اس دن تشریف لائے جس دن آپ ﷺ روزہ رکھا کرتے تھے آپ نے پانی کا برتن مانگا پھر پانی پی لیا، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ تو اس دن (باقاعدگی سے) روزہ رکھا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں (لیکن) آج مجھے قے آ گئی

---

❶ سنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصوم، رقم: ٨٠٢٦ قال شيخنا زبير على زئى فى انوار الصحيفة (ص: ٨٨): صحيح۔ ❷ ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ماجاء فى الصائم يقىء، رقم: ١٦٧٥۔ قال شيخنا زبير على زئى: صحيح۔

تھی۔“

* اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَهُ! اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَاَفْطَرَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ: اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَنِيْ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَاَفْطَرَ قَالَ: صَدَقَ وَاَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ۔ [1]

”سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی اور روزہ توڑ دیا (معدان کہتے ہیں) پھر سیدنا ثوبان مولیٰ رسول اللہ سے دمشق کی مسجد میں میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ سیدنا ابودرداء نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی اور روزہ توڑ دیا تھا؟ انہوں نے کہا: اس نے سچ کہا ہے اور میں نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی انڈیلا تھا۔“

بہر حال قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جس کی شریعت نے معافی کی یہ صورت رکھی ہے کہ اس کی قضاء دے ہاں اگر قے خود بخود آئی ہے جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو اس سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی قضاء لازم آتی ہے۔ یاد رہے کہ قضا فرضی روزے میں ہے۔

④ جماع کرنا

اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلَكْتُ، قَالَ: ((مَالَكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟**)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((**فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟**)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((**فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا؟**)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: فَمَكُثَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ۔ وَالْعَرَقُ: الْمِكْتَلُ۔ قَالَ: ((**أَيْنَ السَّائِلُ؟**)) فَقَالَ أَنَا. قَالَ: ((**خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ**)). فَقَالَ الرَّجُلُ: أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا

[1] ابوداود، کتاب الصیام، باب الصائم یستقیء عامدا، رقم: ۲۳۸۱۔ قال الالبانی: صحیح۔

-يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ- أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي . فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)) . ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا: یارسول اللہ! میں تو تباہ ہو گیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا کہ میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے تم آزاد کر سکو؟۔'' اس نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم کو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت ہے؟ اس نے اس کا جواب بھی انکار میں دیا، راوی نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر گئے۔ ہم بھی اپنی اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا تھیلا (عرق نامی) پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ عرق تھیلے کو کہتے ہیں (جسے کھجور کی چھال سے بناتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے لو اور صدقہ کر دو، اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ بخدا ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی بھی گھرانہ میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں ہے، اس پر نبی کریم ﷺ اس طرح ہنس پڑے کہ آپ کے آگے کے دانت دیکھے جا سکے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ''اچھا جا اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔''

اس حدیث سے پتا چلا کہ روزے کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا روزے کو ختم کر دیتا ہے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ رمضان کا روزہ بغیر کسی شرعی عذر کے عمداً توڑنا بہت سنگین معصیت ہے جس کا تقاضا دوزخ کا عذاب ہے۔ لیکن اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے مہربانی

❶ بخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان...... ، رقم: ١٩٣٦۔

فرماتے ہوئے کفارے کا حکم دیا جو درج ذیل ہے:

① اپنے اس فعل کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے توبہ واستغفار کرے۔

② اس روزے کی جگہ روزہ رکھے۔

③ بطور کفارہ گردن آزاد کرے۔

④ گردن آزاد نہیں کر سکتا تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے۔

⑤ روزے بھی نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

روزے کی حالت میں جماع کرنے والے شخص کو یہ کفارہ لازماً ادا کرنا پڑے گا ہاں اگر کوئی شخص اس قدر فقیر اور محتاج ہو کہ مؤخر الذکر تینوں کاموں میں سے کسی کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ حسب استطاعت صدقہ کرے اور جب مذکورہ تینوں کاموں میں سے کسی پر قدرت پالے تو کفارہ ادا کردے۔

⑤ عورت کو حیض یا نفاس آنا

اگر حالت روزہ میں کسی عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن یہ چیز چونکہ غیر اختیاری ہے اس لیے عورت گناہ گار نہ ہوگی شریعت نے قضا رکھی ہے جو ان ایام کے گزرنے پر عورت ادا کرے گی۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا)) [1]

"کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو جاتی ہے تو نہ وہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے پس عورتوں کے دین میں کمی کی یہی وجہ ہے۔"

⑥ جان بوجھ کر کھانا پینا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ﴾ [2]

---

[1] بخاری، کتاب الصوم، باب الحائض تترك الصوم......، رقم: ۱۹۵۱۔

[2] ۲/ البقرة: ۱۸۷۔

''اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرو۔''

اس آیت سے پتا چلا کہ دوران روزہ کھانا پینا منع ہے۔ اگر کوئی شخص دوران روزہ کچھ کھا پی لے تو اس کی مختلف صورتیں ہیں:

① بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اللہ کی طرف سے معافی ہے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ [1]

② جان بوجھ کر کچھ کھا پی لیا ہے تو مسئلہ کی دو صورتیں ہیں:

① کسی شرعی عذر کی بنا پر ایسا کیا ہے تو اللہ کے ہاں مجرم نہیں تاہم قضا لازم ہوگی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں (فتح مکہ کے لیے) مکہ کی طرف نکلے تو آپ روزے سے تھے لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے تو روزہ چھوڑ دیا (آپ کو دیکھ کر) صحابہ نے بھی روزہ چھوڑ دیا تھا۔ [2]

② اگر بلا عذر جان بوجھ کر کھا پی لیا ہے تو سخت گناہ ہوگا اور اللہ کے ہاں مجرم ہوگا۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ایسے لوگ دکھائے گئے جنہیں الٹا لٹکایا ہوا تھا اور ان کے جبڑے پھٹے ہوئے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے ہی روزہ کھول لیتے تھے۔'' [3]

---

[1] بخاري، رقم: ١٩٣٣۔ [2] بخاري، رقم: ١٩٤٤۔

[3] ابن خزيمة، رقم: ١٩٨٦؛ حاكم: ١/ ٤٣٠ وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه۔

فصل: 14

انبیائے کرام وصلحائے عظام کا قتل

کائنات میں حضرات انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستیاں ہیں ان کے بعد اولیاء وصلحاء کا نمبر آتا ہے خواہ وہ ان انبیائے کرام کے اصحاب میں سے ہوں یا بعد میں آنے والے لوگوں میں سے ہوں۔ اسلام تو کسی عام جان کو بھی ناحق قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا چہ جائیکہ اللہ کی محبوب ہستیوں کو قتل کیا جائے۔ حدیث مبارکہ میں ہے: ''جس نے کسی معاہد (ذمی کافر) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ جنگ کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔'' [1]

یعنی ایک ذمی کافر کو قتل کرنا جنت سے محرومی کا باعث ہے لیکن جن بدبختوں نے اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں کو شہید کیا آخرت میں ان کی کیا سزا ہے؟ مذکورہ فصل اسی سلسلے میں ہے۔ تاہم یاد رہے کہ نبوت کا سلسلہ چونکہ ختم ہو چکا ہے اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا لہٰذا انبیائے کرام کو قتل کرنے والے گناہ کی صورت اب باقی نہ رہی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے مگر وہ اپنی طبعی موت فوت ہوں گے کسی کو ان کے قتل پر قدرت نہ ہوگی۔ انبیائے کرام کے قاتل بنی اسرائیل ہیں اور ان سزاؤں کے مستحق بھی وہی ہیں البتہ اولیاء وصلحا اور مصلحین امت آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک دنیا میں ان معزز ہستیوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہے گا بلکہ جب زمین ان ہستیوں کے وجود مسعود سے خالی ہو جائے گی تو قیامت آجائے گی۔ لہٰذا ان معزز ہستیوں کا قتل آج بھی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی اس گناہ کے دنیا میں باقی رہنے کے سو فیصد چانسز ہیں۔ لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے دامن کو کسی جان بالخصوص کسی مسلمان کے خون ناحق میں آلودہ ہونے سے بچائے۔ انبیائے کرام ومصلحین کے قاتلوں کے اعمال کی بربادی کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

* ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ

---

[1] بخاری، رقم: ۳۱٦٦۔

الَّذِيْنَ يَأْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝﴾ [1]

''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں اور انبیا کو ناجائز قتل کرتے ہیں اور جو لوگ عدل وانصاف کی بات کہیں انہیں بھی قتل کرتے ہیں تو آپ (ﷺ) ان کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دنیا اور آخرت میں اعمال برباد ہو چکے ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔''

آیاتِ الٰہیہ کی تکذیب کرنے والوں کے متعلق تفصیل گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکی ہے۔ ان سطور میں صرف ان لوگوں کا بیان مقصود ہے جن کی سرکشی اور بغاوت اس حد کو پہنچ چکی تھی کہ انہوں نے نبیوں اور ولیوں کو ناحق قتل کیا۔ یہ آیت اگرچہ یہود کے متعلق نازل ہوئی تھی جنہوں نے انبیائے کرام کو قتل کیا تھا لیکن آیت کے احکام عام ہیں۔ آج بھی اگر کوئی مومنین و مصلحینِ امت اور داعیانِ حق کو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں ناحق قتل کرتا ہے تو اس کے لیے بھی یہی وعید ہے یعنی اس کے اگلے پچھلے سب اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حدیث:۱

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاغْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) [2]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کو قتل کیا پھر اس پر خوش ہوا اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول کرے گا اور نہ ہی کوئی نفل (چاہے کتنی عبادت کرتا پھرے)۔''

حدیث:۲

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ)) قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: ((اِنَّ

[1] ۳/ آل عمران: ۲۱، ۲۲۔ [2] ابو داود، کتاب الفتن والملاحم، باب فی تعظیم قتل المومن، رقم: ۴۲۷۰، قال الالبانی: صحیح۔

الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)) [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرام نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم اور مال ومتاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ''بے شک میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ (جیسی عظیم عبادات) لے کر آئے گا اور اس شخص نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہو گی کسی پر تہمت لگائی ہو گی کسی کا مال کھایا تھا تو کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا پھر ان (مظلوموں) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر ان کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

مذکورہ حدیث میں پانچ بڑے گناہوں کے مرتکب شخص کو مفلس قرار دیا گیا ہے جن میں سے ایک کسی کا ناحق خون بہانا ہے۔ کسی انسان کو بلاوجہ زخمی کرنا یا جان سے مار دینا خون بہانے کے زمرے میں آتے ہیں اور یہ چیز فساد فی الارض میں سے ہے لہٰذا ایسے شخص کو قیامت کے دن اپنی نیکیوں سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

انبیاء وصلحا کو قتل کرنے کے دیگر نقصانات

☆ انبیاء کو قتل کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی مار:

* ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ﴾ [2]

---

[1] مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ٢٥٨١۔ [2] ٢/ البقرة: ٦١۔

''اور ان پر ذلت اور مسکینی ڈال دی گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر لوٹے یہ اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے اور انبیائے کرام کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس وجہ سے بھی کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔''

* ﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ﴾ [1]

''ان پر ذلت ڈال دی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے گئے الا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر لوٹے اور ان پر مسکینی ڈال دی گئی یہ اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے اور انبیائے کرام کو ناحق قتل کرتے تھے اور یہ اس وجہ سے بھی کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔''

☆ روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب نبی کے قاتل کو ہوگا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِيْنَ)). [2]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے کسی نبی کو قتل کیا، دوسرا اس شخص کو جو ضلالت و گمراہی کا امام ہو اور تیسرا تصویریں بنانے والے کو۔''

---

[1] ۳/ آل عمران:۱۱۲۔

[2] احمد:۱/ ۴۰۷ وسندہ حسن۔

☆ خون مسلم کی قدر و منزلت

❁ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا تباہ و برباد ہو جانا ایک مسلمان آدمی کے قتل کے مقابلے میں زیادہ حقیر ہے۔''

❁ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً، اَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ، قَتَلُوْهُ قَتْلَ غِيلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ: لَوْ تَمالَأَ عَلَيْهِ اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيْعًا. ❷

جناب سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے قتل کے بدلے میں پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا انہوں نے اسے دھوکے سے قتل کیا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس کے قتل پر صنعاء کے تمام لوگ مجتمع ہو جاتے تو میں اس کے بدلے میں ان سب کو قتل کر دیتا۔

اللہ اکبر! یہ ایک عام مسلمان کے خون کی قدر و منزلت ہے۔ اولیاء و صلحا کے قتل کی قدر و منزلت کتنی ہو گی؟

☆ روزِ قیامت سب سے پہلے قتل کے فیصلے ہوں گے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ)) ❸

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے مقدمے کے فیصلے ہوں

---

❶ ترمذی، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل المومن، رقم: ۱۳۹۵، قال الالبانی: صحیح۔ ❷ موطا امام مالك، كتاب العقول، باب ماجاء فی الغيلة......، رقم: ۱٦۲۳ وسنده صحيح۔

❸ بخاری، رقم: ٦٨٦٤؛ ابن ماجة، رقم: ٢٦١٥ واللفظ له۔

گے۔“

☆ کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی اخروی سزا:

❊ ﴿ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴾ [1]

”اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

❊ عَنْ خَالِدِ بْنِ دِهْقَانَ قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةِ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ بِذُلُقْيَةَ، فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِيْنَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَ خِيَارِهِمْ، يَعْرِفُوْنَ ذٰلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِئُ بْنُ كُلْثُوْمِ بْنِ شَرِيْكٍ الْكِنَانِيُّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا۔ وَكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ۔ قَالَ لَنَا خَالِدٌ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا)) . فَقَالَ هَانِئُ بْنُ كُلْثُوْمٍ: سَمِعْتُ مَحْمُوْدَ بْنَ الرَّبِيْعِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) ، قَالَ لَنَا خَالِدٌ: ثُمَّ حَدَّثَنَا اِبْنُ أَبِي زَكَرِيَّا عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أبي الدَّرْدَاءِ عن رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قال: ((لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ)). [2]

”خالد بن دہقان نے بیان کیا کہ ہم لوگ غزوہ قسطنطنیہ میں ذُلُقیہ مقام پر تھے کہ اہل فلسطین کا ایک بڑا رئیس آیا جسے وہ لوگ پہچانتے تھے اور اس کا نام

---

[1] ٤/ النساء: ٩٣۔ [2] ابـوداود، کتـاب الفتن، باب في تعظيم قتل المومن، رقم: ٤٢٧٠ وسنده صحيح۔

ہانی بن کلثوم بن شریک کنانی تھا۔ اس نے عبداللہ بن ابی زکریا کو سلام کہا اور وہ ان کا مقام و مرتبہ پہچانتا تھا۔ خالد نے بیان کیا: پھر ہمیں عبداللہ بن ابوزکریا نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے ام درداء سے سنا وہ کہتی تھیں کہ میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''ہر گناہ امید ہے کہ اللہ اسے معاف فرمادے گا، مگر وہ جو شرک کی حالت میں مر گیا یا جس نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کیا۔'' تو ہانی بن کلثوم نے کہا: میں نے محمود بن ربیع سے سنا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کو قتل کیا اور بلاوجہ ظلم سے قتل کیا تو اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا نفل نہ فرض۔'' خالد نے ہمیں کہا: پھر ابن ابوزکریا نے مجھے بواسطہ ام درداء، اس نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن ہمیشہ بڑا ہلکا پھلکا اور اچھے اعمال کی توفیق میں رہتا ہے، جب تک کہ کسی حرام خون کا مرتکب نہ ہو، جب وہ اس کا مرتکب ہو جاتا ہے تو اس توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔''

❊ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى؟ قَالَ: وَيْحَهُ وَ أَنّٰى لَهُ الْهُدٰى؟ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُوْلُ: ((**يَجِيءُ الْقَاتِلُ، وَالْمَقْتُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقٌ بِرَأْسِ صَاحِبِهِ. يَقُوْلُ: رَبِّ سَلْ هٰذَا، لِمَ قَتَلَنِي؟**)) وَاللّٰهِ لَقَدْ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّكُمْ، ثُمَّ مَا نَسَخَهَا بَعْدَ مَا أَنْزَلَهَا. [1]

جناب سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیا، پھر توبہ کر لی، ایمان لایا، نیک اعمال کیے اور ہدایت اختیار کی؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: افسوس! اسے ہدایت کہاں مل سکتی ہے؟

---

[1] ابن ماجه، كتاب الديات، باب هل لقاتل مومن توبة، رقم: ٢٦٢١، صحيح۔

میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''قیامت کے دن قاتل اس حال میں حاضر ہوگا کہ مقتول نے اس کا سر پکڑ رکھا ہوگا اور وہ کہے گا: یا رب! اس سے پوچھ، اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟'' اللہ کی قسم! اللہ نے وہ آیت تمہارے نبی پر نازل فرمائی، پھر نازل فرمانے کے بعد منسوخ نہیں کی۔''

اس حدیث کے تحت مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ نے درج ذیل فوائد و مسائل لکھیں ہیں:

① سائل کے سوال میں اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے:

﴿وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی﴾ [1]

''اور بے شک میں اس شخص کو ضرور بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک عمل کرے، پھر ہدایت پر قائم رہے۔''

② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب میں اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ [2]

''جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

③ قتل کے گناہ کی معافی کئی طریقوں سے ممکن ہے: (ا) قصاص میں قتل ہو جانے سے، کیونکہ حد لگنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ [3] (ب) مقتول کے وارث کے معاف کر دینے سے، خواہ یہ معافی دیت لے کر ہو یا اللہ کی رضا کے لیے بلا معاوضہ ہو۔ (ج) خلوص دل سے سچی توبہ کر لینے سے۔

④ آیت مبارکہ میں قتل کے جرم کی اصل سزا کا ذکر ہے، اگر قاتل کو معافی نہ ملے تو اس کو یہ سزا مل سکتی ہے۔ بعض علماء نے اس سزا کو اس صورت میں محمول کیا ہے جبکہ قاتل قتل کو حلال سمجھے کیونکہ حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے اور کافر کی سزا دائمی جہنم ہے یا ہمیشہ رہنے سے طویل

---

[1] ٢٠/ طٰهٰ: ٨٢۔ [2] ٤/ النساء: ٩٣۔

[3] سنن ابن ماجة، الحدود، حديث: ٢٦٠٣۔

زمانے تک جہنم میں رہنا مراد ہے۔ ❶

قتل کی اقسام واحکام:

علمائے کرام نے قتل کی تین اقسام بیان کی ہیں:

① قتل عمد: قتل عمد کا مطلب یہ ہے کہ نیت وارادے کے ساتھ کسی کو ایسے آلے سے قتل کر دینا جس میں اغلب گمان یہی ہو کہ وہ اسے قتل کر دے گا جیسے بندوق، تیر یا تلوار وغیرہ۔

قتل عمد میں مقتول کے ورثاء کو تین میں سے کسی ایک صورت کا اختیار ہے۔ (۱) قصاص لے لیں یعنی مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دیں۔ (۲) قصاص کے بجائے دیت قبول کر لیں جو کہ سو اونٹ یا اس کے مساوی سونا چاندی یا کرنسی وغیرہ ہے۔ (۳) یا وہ بغیر کسی مالی معاوضہ یعنی دیت لیے بغیر ہی محض رضائے الٰہی کی خاطر قاتل کو معاف کر دیں۔ یہ آخری صورت ثواب کے لحاظ سے بہترین ہے۔ قرآن مجید میں اسے صدقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ❷

② قتل شبہ عمد: قتل شبہ عمد کا مطلب ہے کہ نیت وارادے کے ساتھ کسی کو کسی ایسے آلے سے مار دینا جس سے عموماً موت واقع نہیں ہوتی مثلاً چھڑی یا تھپڑ وغیرہ سے کسی کو مار دینا۔ قتل شبہ عمد میں قصاص نہیں دیت ہے۔

③ قتل خطا: قتل خطا کا مطلب ہے کہ غلطی سے کسی کو قتل کر بیٹھنا یعنی مارنا کسی اور کو چاہتا تھا لیکن مار کسی اور کو بیٹھا مثلاً گولی یا تیر مارا تو کسی شکار کو تھا لیکن وہ لگ کسی انسان کے گیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

قتل خطا کے جرمانے میں دو چیزیں ہیں ایک بطور کفارہ کسی مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور دوسری چیز بطور حق العباد دیت ہے جو مقتول کے ورثاء کو دی جائے گی۔ ہاں اگر مقتول کے ورثاء حربی کافر ہوں تو اس صورت میں صرف غلام آزاد کرنا ہی ہے اور اگر وہ ذمی کافر ہوں تو دونوں چیزیں ہی یعنی دیت بھی اور غلام آزاد کرنا بھی۔

---

❶ ابن ماجہ مترجم: ٤/ ٣٧۔ ❷ دیکھیں سورہ النساء: ٩٢۔

فصل: 15

حرام کمائی

اعمالِ صالحہ کی قبولیت میں ایک اہم شرط کسب حلال اور اکل حلال کی ہے۔ اسلام نے اس چیز پر بڑا زور دیا ہے کہ انسان حلال کی روزی کما کر اپنے اور اپنے اہل وعیال کو کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرے۔ حرام خوری سے خود بھی بچے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائے اور یہ چیز اس لیے بھی ضروری ہے کہ جب تک رزق حلال اور طیب کھانا پیٹ میں نہیں جائے گا اللہ تعالیٰ عبادات قبول نہیں کرے گا بلکہ حرام خور کو اول تو اعمال صالحہ کی توفیق ہی نہیں ملتی اور اگر مل بھی جائے تو اس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوں گے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حدیث: 1

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا، وَاَنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ: ﴿ يَآ اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴾ وَقَالَ: ﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ، اَشْعَثَ اَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ، يَارَبِّ، يَارَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟)) [1]

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ (خود) بھی پاک ہے اور پاک چیزوں کو ہی پسند فرماتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے جو حکم اپنے رسولوں کو دیا وہی حکم ایمان والوں کو دیا۔

[1] مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب قبول الصدقة من الكسب وتربيتها، رقم: ١٠١٥۔

(رسولوں کو) فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ [1] ''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو بے شک جو بھی تم کرتے ہو مجھے اچھی طرح اس کا علم ہے۔''

اور مومنوں کو فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ [2]

''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔''

اور پھر آپ ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے گرد و غبار میں اَٹا ہوا پراگندہ حال ہے اور ایسے حال میں (جو دعا کی قبولیت کے لیے نہایت مناسب ہے) آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے (دعا کرتے ہوئے کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، لباس بھی حرام ہے اور حرام ہی سے پلا ہوا ہے تو پھر ایسے آدمی کی دعا کیوں کر قبول ہو؟''

معلوم ہوا کہ قبولیت اعمال کے لیے رزق کا حلال ہونا ضروری ہے وگرنہ حرام مال کھانے پینے اور پہننے سے نہ صرف دعائیں ہی بے کار جاتی ہیں بلکہ اس کے علاوہ دیگر عبادات بھی بارگاہِ الٰہیہ میں درجہ قبولیت حاصل نہیں کر سکتیں۔

حدیث:۲

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ)). [3]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کا صدقہ قبول کرتا ہے (حرام کمائی کا نہیں) تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ

---

[1] ۲۳/ المومنون: ۵۱۔ [2] ۲/ البقرة: ۱۷۲۔

[3] بخاري، كتاب الزكوة، باب لا يقبل الله صدقة من غلول......، رقم: ۱٤۱۰۔

سے پکڑ لیتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدہ کے لیے اس میں بڑھوتری کرتا ہے بالکل اسی طرح جیسے تم میں سے کوئی ایک اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔''

حدیث:۳

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ فِيْهِ، وَمَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيْهِ اَجْرٌ وَكَانَ اِصْرُهُ عَلَيْهِ)). [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو یقیناً تو نے پورا کر دیا (زکوٰۃ کو) جو تجھ پر اس میں (فرض) تھی اور جس نے حرام مال جمع کیا پھر اس میں سے صدقہ کیا تو اسے اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا (بلکہ الٹا) اس پر اس کا گناہ ہو گا۔''

اس حدیث پاک سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ صرف وہی صدقہ وخیرات بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہے جو حلال کمائی میں سے کیا گیا ہو۔ حرام کمائی سے کیا جانے والا صدقہ ہرگز قبول نہ ہو گا بلکہ ایسے شخص پر اس کی حرام کمائی کا وبال ضرور پڑے گا۔

حدیث:۴

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ)). [2]

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''طہارت کے بغیر نماز اور حرام مال سے (کیا ہوا) صدقہ قبول نہیں ہوتا۔''

مذکورہ حدیث میں لفظ ''غلول'' استعمال فرمایا گیا ہے جو باب نَصَرَ سے مصدر ہے اور اس کے معنی مال غنیمت میں خیانت کرنے کے ہیں۔ مطلقاً ہر امانت میں خیانت کو بھی غلول

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۳۲۰۶، قال الالبانی: حسن۔

[2] ترمذی، کتاب الطهارة، باب ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور، رقم: ۱۔ وقال الالبانی: صحیح۔

کہہ دیا جاتا ہے لیکن یہاں اس سے مراد ہر وہ کمائی ہے جو ناجائز طریقہ سے حاصل ہو۔ تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ حرام کمائی میں سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

حدیث: ۵

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ)) قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ ((اَلْمُفْلِسُ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)). [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو مفلس کسے کہتے ہیں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''مفلس تو وہی ہے جس کے پاس پیسے نہ ہوں، نہ ہی کوئی سامان ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسی نیکیاں لے کر حاضر ہوگا، لیکن کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، لہٰذا اس کی نیکیاں مختلف لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں گی، اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوموں کے حقوق باقی رہ گئے تو پھر ان کے گناہ اس کے حساب میں ڈال دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

یہ حدیث پیچھے بھی گزر چکی ہے اس میں پانچ بڑے گناہوں کے مرتکب انسان کو مفلس قرار دیا گیا ہے جن میں سے ایک شخص وہ ہے جو کسی کا مال ناحق طریقے سے کھاتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے ایمان والے بندوں کو سختی کے ساتھ اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ کسی کا مال باطل اور ناجائز طریقے سے کھائیں۔ [2] یہ گویا خود کو ہلاکت کے کنویں میں

---

[1] مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ۲۵۸۱۔

[2] ٤/ النساء: ۲۹۔

ڈالنے والی بات ہے کہ کسی کا مال ناجائز طریقے سے کھایا جائے ایسا شخص قیامت کے دن اپنی نیکیاں اس شخص کو دے گا جس کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کیا ہوگا۔

حرام کمائی کے دیگر نقصانات

☆ مال حرام سے پلا ہوا گوشت جہنم میں جائے گا

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْلَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ! اَلصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهُ لَا يَرْبُوْ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ)). [1]

"سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے کعب بن عجرہ! میں تجھے اپنے بعد آنے والے امراء سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو شخص ان کے دروازے پر گیا اور (غلط کاموں میں) ان کی تکذیب کے بجائے تصدیق کی اور ظلم پر ان کی مدد کی تو ایسا شخص مجھ سے نہیں اور نہ میں اس سے ہوں اور نہ ہی وہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوگا۔ اور جو شخص ان کے دروازے پر جائے اور ان کی تکذیب کرے تصدیق نہ کرے اور نہ ہی ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے تو بے شک ایسا شخص مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ جلد ہی حوض پر میرے پاس ہوگا۔ اے کعب بن عجرہ! نماز دلیل ہے، روزہ ڈھال اور قلعہ ہے اور صدقہ گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اے کعب بن عجرہ! جو گوشت حرام مال سے پلا ہو آگ اس کے زیادہ لائق اور قریب تر ہے۔"

[2] ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما ذکر فی فضل الصلاۃ، رقم: ٦١٤۔ وقال الالبانی: صحیح۔

فصل: 16

متفرقات

اس فصل میں ایسے اعمال ذکر کیے جائیں گے جن کے متعلق تلاش بسیار کے باوجود ہمیں زیادہ مواد نہیں مل سکا تاہم ہیں یہ ایسے کہ جو انسان کی نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

① کسی کے متعلق قسم کھانا کہ اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشے گا

وَعَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَ: ((اَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَاَنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِیْ يَتَأَلّٰی عَلَیَّ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ، فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ)) [1]

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں کی بخشش نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ میں نے اس فلاں کو بخش دیا البتہ تیرے عمل برباد کر دیے ہیں۔''

دکتور سلیم ہلالی رقمطراز ہیں:

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان پہلے سے زیادہ گناہ کرے گا کیوں کہ اس شخص کا اعتقاد ہوگا کہ رحمت الٰہی کا اس کے لیے دروازہ بند ہو چکا ہے اس طرح وہ انحراف اور نافرمانی میں مزید آگے بڑھتا چلا جائے گا تا کہ مرنے سے پہلے پہلے پوری طرح اپنی خواہشات کی تکمیل کرے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ اس کو ایسا عذاب دے گا کہ دنیا والوں میں سے کوئی ویسا عذاب نہیں دے سکتا۔ جو شخص خیر کے لیے تالا اور شر کے لیے کنجی کا کردار ادا کرے کیا وہ مستحق نہیں کہ اللہ تعالیٰ نتیجے کے طور پر اس کے پورے اعمال کو برباد کر دے؟ [2]

کسی کو خاص کر کے اس کا نام لے کر یہ کہنا کہ اللہ اسے معاف نہیں کرے گا یا اسے بخشے

---

[1] مسلم، كتاب البر والصلة باب النهى عن تقنيط الانسان من رحمة الله رقم: ٢٦٢١۔

[2] بربادی اعمال کے اسباب، ص: ٣٨۔

گا نہیں وغیرہ، واقعتاً ایسا کبیرہ گناہ ہے جو بربادی اعمال کا سبب بن سکتا ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ جس نے فلاں جرم کیا اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے یا اللہ اس کی مغفرت نہیں کرے گا تو یہ جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے بارے میں کتاب وسنت سے یہ ثابت ہو کہ اس کے فاعل وقائل کی مغفرت نہیں ہوگی جیسا کہ شرک ہے۔ ہم نے اس رسالے میں جو اعمال درج کیے ہیں کسی مخصوص شخص کا نام لے کر نہیں کیے صرف انہی اعمال کا تذکرہ کیا ہے جن کے متعلق کتاب وسنت میں یہ آیا ہے کہ ان اعمال سے نیکیاں ضائع اور برباد ہو جاتی ہیں۔

② احسان جتلانا

قرآن مجید میں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾ [1]

"اے ایمان والو! اپنے صدقہ وخیرات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو۔"

اس آیت میں اللہ جل شانہ اپنے ایماندار بندوں کو خبردار فرما رہے ہیں کہ اپنے صدقات وخیرات احسان جتا کر اور تکلیف دے کر برباد نہ کرو۔ ظاہر ہے جب احسان جتایا جائے گا تو مصدّق کو تکلیف پہنچے گی۔ اسی لیے فرمایا کہ احسان جتلا کر اپنے صدقات برباد نہ کرو۔ حدیث میں آتا ہے کہ احسان جتانے والے شخص کی طرف قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہ تو نظر رحمت سے دیکھے گا نہ ہی اسے گناہوں سے پاک کرے گا اور ایسے شخص کے لیے دردناک عذاب ہے۔ [2] (اعاذنا الله منها)

③ چھپ چھپ کر گناہ کرنا

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صِفْهُمْ لَنَا جَلِّهِمْ لَنَا، أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ

---

[1] ٢/ البقرہ: ٢٦٤۔

[2] مسلم، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار، رقم: ١٠٦۔

جِلْدَتِکُمْ، وَیَأْخُذُونَ مِنَ اللَّیْلِ کَمَا تَأْخُذُونَ، وَلٰکِنَّھُمْ اَقْوَامٌ اِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَھَکُوْھَا)) [1]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو روز قیامت تہامہ کے پہاڑوں کے برابر چمکتی ہوئی نیکیاں لے کر آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دے گا۔'' سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ان (لوگوں) کی علامتیں بتا دیں اور واضح کر دیں تا کہ ہم کہیں بے خبری میں ان جیسے نہ ہو جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آگاہ رہو! وہ تمہارے ہی بھائی ہوں گے اور تمہارے ہی کنبے قبیلوں میں سے ہوں گے جیسے تم رات کو عبادت کرتے ہو وہ بھی ایسے ہی عبادت کریں گے لیکن یہ لوگ جب تنہائی میں ہوں گے تو اللہ کی طرف سے حرام کردہ کاموں کا ارتکاب کریں گے۔''

ھَبَآءً ان باریک ذروں کو کہتے ہیں جو کسی سوراخ سے اندر داخل ہونے والی سورج کی کرن میں محسوس ہوتے ہیں لیکن اگر انہیں کوئی ہاتھ میں پکڑنا چاہے تو ممکن نہیں کہ انہیں پکڑ سکے۔ ان لوگوں کے اعمال کا بھی قیامت کے دن یہی حشر ہوگا۔ وہ نیکیاں جو دیکھنے میں پہاڑوں جیسی عظیم اور سفید ہوں گی لیکن اعمال کے ترازو میں بالکل پھوکی اور بے وزن ثابت ہوں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جلوتوں میں تو بڑے نیک بنتے تھے لیکن خلوتوں میں بلاخوف بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کر جاتے تھے اسی لیے ان کی نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔ (العیاذ باللہ)

④ قصاص پر عمل درآمد میں رکاوٹ ڈالنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّیًّا أَوْ رِمِّیًّا تَکُونُ بَیْنَھُمْ بِحَجَرٍ، أَوْ سَوْطٍ، أَوْ بِعَصًا، فَعَقْلُهُ عَقْلُ خَطَأٍ، وَمَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَقَوَدُ یَدِهِ، فَمَنْ حَالَ بَیْنَهُ وَبَیْنَهُ، فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ

[1] ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الذنوب، رقم: ٤٢٤٥۔ قال الالبانی: صحیح۔

وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہنگامے میں مارا جائے یا تیروں اور کوڑوں کی مار جو لوگوں میں ہونے لگے (کسی بھی فساد یا فتنے کی وجہ) سے مارا جائے خواہ وہ پتھر ہو یا کوڑا ہو یا لاٹھی ہو تو اس کی دیت قتل خطا کی دیت ہوگی اور جو قصداً مارا جائے تو اس میں قصاص لازم ہوگا اور جو قصاص میں رکاوٹ بنے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کا کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کیا جائے گا۔''

قتل خطا اور قتل عمد کے مسائل گزشتہ سطور میں بیان ہو چکے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں قصاص میں رکاوٹ ڈالنے والے شخص کے لیے جو سزائیں بیان فرمائی گئی ہیں ان کی غالب وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ قصاص چونکہ قانون الٰہی ہے جس کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالنا یقیناً کفریہ عمل ہے لہٰذا یہ موجب لعنت ٹھہرا اور ایسے شخص کا کوئی فرض یا نفل گویا کسی بھی طرح کی عبادت قبول نہ ہوگی جب تک کہ سچے دل سے معافی نہ مانگ لے۔

⑤ مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو توڑنا

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ إِلَى كَذَا، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ والنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ ولَا عَدْلٌ)). وَقَالَ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينِ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ. وَمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) [2]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے پاس کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صحیفہ کے سوا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ہے اور کوئی چیز (شرعی احکام

---

[1] نسائی، کتاب القسامة، باب من قتل بحجر اوسوط، رقم: ٤٧٨٩۔ قال الالبانی: صحیح۔ [2] بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب حرم المدینة، رقم: ١٨٧٠۔

سے متعلق) لکھی ہوئی صورت میں نہیں ہے۔اس صحیفہ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ (عائر پہاڑی سے لے کر) فلاں مقام تک حرم ہے، جس نے اس حد میں کوئی بدعت نکالی یا کسی بدعتی کو پناہ دی، تو اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہے نہ نفل، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں میں سے کسی کا بھی عہد کافی ہے اس لیے اگر کسی مسلمان کی دی ہوئی امان میں دوسرے مسلمان نے بدعہدی کی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہے نہ نفل۔ اور جو کوئی اپنے مالک کو چھوڑ کر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو مالک بنائے، اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل۔''

بدعت ایجاد کرنے والے یا کسی بدعتی کو پناہ دینے والے شخص کے متعلق فصل نمبر ۹ بدعت کے ضمن میں وضاحت ہو چکی ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں، یہاں ایک تیسرے شخص کا ذکر ہوگا جس نے کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو سبوتاژ کیا۔

ملا علی القاری رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۰۱۴ھ) رقمطراز ہیں:

مسلمانوں کے عہد و پیمان شئی واحد کی طرح ہیں اس میں اختلافِ مراتب کا فرق نہیں اس کو توڑنا جائز نہیں اگرچہ عاقد فرد واحد ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص اپنے بھائی کے ذمہ (امان) کو توڑے گا وہ اس شخص کی مانند ہے جو کسی سے عہد کر کے توڑ دے چنانچہ ایسا شخص اضاعت عہد و پیمان کے باعث مذموم ہے۔ گویا سب مسلمان جسم واحد ہیں، جب اس کے کسی ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ پس ایفائے عہد کے لیے ان میں سے ادنیٰ مرتبہ کا شخص بھی کوشش کر سکتا ہے یعنی تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہی ہے خواہ ایک سے صادر ہوا ہو یا افراد کثیرہ سے خواہ عہد کسی معزز آدمی نے کیا ہو یا خواہ کسی گھٹیا آدمی نے کیا ہو۔

مزید لکھتے ہیں:

لہٰذا جو شخص کسی مسلمان کے عہد کو توڑے بایں طور کہ جس کافر کو امان دی گئی تھی اسے قتل

کر دیا یا اس کا مال لوٹ لیا اس پر اللہ تعالیٰ کی اس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ تو اس کے فرض قبول کیے جاتے ہیں اور نہ نفل۔ [1]

⑥ نسبت وَلا غیر مالک کی طرف کرنا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ میں چوتھے نمبر پر اس آزاد شدہ غلام کا ذکر ہے جو اپنے آزاد کرنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی اور قوم کی طرف اپنے آزاد ہونے کی نسبت کرے وہ بھی مستحق لعنت ہے اور اس کے بھی فرائض ونوافل قبول نہ ہوں گے۔

شیخ عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

آزاد شدہ غلام (مولیٰ) اجازت لے کر بھی اپنی نسبت وَلاء فروخت یا تبدیل نہیں کر سکتا یہ عمل حرام ہے۔ حدیث میں ((بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيهِ)) کا ذکر قید ''اتفاق'' ہے ''احترازی'' نہیں۔ [2]

گویا ((بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيهِ)) کا یہ مطلب نہیں کہ اگر مالک اجازت دے دے تو پھر غیر مالک کی طرف نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں۔

⑦ بلا ضرورت کتا پالنا

* عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ، اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِيَةٍ)) [3]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کوئی کتا رکھا یقین جان لو کہ وہ روزانہ اپنے عمل سے ایک قیراط کی کمی کرتا ہے سوائے کھیتی باڑی یا مویشی کتے کے۔''

* اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ، سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ اَبِيْ زُهَيْرٍ الشَّنَوِيَّ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ)) فَقَالَ السَّائِبُ:

---

[1] مرقاة: ٥/ ٧٩٥، ٧٩٦۔

[2] شرح سنن ابی داود: ٢/ ٥٥٧، ٥٥٨۔

[3] بخاري، كتاب الحرث والمزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث، رقم: ٢٣٢٢۔

اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: اِیْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ. [1]

(یزید بن خُصَیفہ کہتے ہیں کہ) مجھے سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہوں نے سفیان بن ابی زہیر شنوی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: ''جس نے کوئی کتا پالا نہ تو پالنے والے کا مقصد کھیت کی حفاظت تھا اور نہ ہی مویشیوں کی۔ تو روزانہ اس کے عمل سے ایک قیراط (ثواب) کی کمی ہو جاتی ہے۔'' جناب سائب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کیا تم نے خود یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں (سفیان بن ابی زہیر) نے کہا: ہاں اس قبلے کے رب کی قسم! (میں نے خود یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے)۔''

معلوم ہوا کہ کتا صرف کھیتی باڑی یا مویشیوں کی حفاظت کے لیے رکھنا جائز ہے۔ بعض دوسری احادیث سے شکار کے لیے بھی کتا پالنے کا جواز ملتا ہے اس کے علاوہ کسی اور صورت میں کتا رکھنے کا جواز بالکل نہیں جیسے ہمارے ہاں شوق کی خاطر یا لڑانے کے لیے کتے رکھے جاتے ہیں۔ مغربی تہذیب سے متاثر مسلمان محض فیشن کے طور پر بھی کتے رکھتے ہیں اور باقاعدہ ان کتوں کی خدمت کی جاتی ہے، ان کے نہلانے دھلانے، پیشاب وغیرہ اسی طرح اس کی دیگر ضروریات کے لیے بھی خاص طور پر ملازم رکھے جاتے ہیں اور بڑی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی خوراک کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ سب گناہ کے کام ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا پیسہ ہمارے بھائی اس فضول کام پر خرچ کرتے ہیں اگر کسی غریب کو دے دیں تو اس سے نہ صرف اللہ تعالیٰ خوش ہو بلکہ اس غریب کی بھی زندگی سنور جائے۔ مذکورہ بالا تین مقاصد کے علاوہ کتا رکھنا گناہ ہے۔ ایسا کرنے والے کے ثواب میں سے روزانہ ایک قیراط ثواب کی کمی کی جاتی ہے۔ یہاں پر قیراط کی صحیح مقدار کا اصل علم تو اللہ ہی کو ہے کہ وہ کتنا بڑا ہے تاہم ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیراط کی مقدار کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا (دو قیراط) ((مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ)) ''دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔'' [2] یعنی دو قیراط دو بڑے بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں تو ایک قیراط ایک بڑے پہاڑ کی مانند اور سنن نسائی کی روایت کے مطابق ایک قیراط احد

---

[1] بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم......، رقم: ۳۳۲۵۔ [2] بخاری، کتاب الجنائز، باب من انتظر حتیٰ تدفن، رقم: ۱۳۲۵۔

پہاڑ سے بھی بڑا ہے۔ [1]

آپ اندازہ کریں کہ اتنا ثواب روزانہ کم ہوتا رہے تو ایک ماہ میں کتنا ثواب کم ہوگا؟ ایک سال میں کتنا ثواب کم ہوگا۔؟

شارحین حدیث ثواب میں اتنی زیادہ کمی کی وجوہات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایسے گھروں میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، (۲) ایسا کتا گزرنے والوں اور آنے جانے والوں پر حملہ کرتا ہے۔ راستے سے گزرنے والے مسافروں کو تنگ اور پریشان کرتا ہے جس کا گناہ کتا رکھنے والے پر ہے (۳) وہ کتا گھر کے برتنوں کو منہ ڈال ڈال کر ناپاک کرتا رہتا ہے۔ (۴) نجاستیں کھا کھا کر گھر میں آتا ہے اور بدبو اور دیگر امراض اپنے ساتھ لاتا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی وجوہات ہیں اس لیے شریعت اسلامی نے گھروں میں بلاوجہ کتے رکھنے پر سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

⑧ مشرکین کے ساتھ سکونت اختیار کرنا

بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ۔ لأَصَابِعِ يَدَيْهِ۔ أَلَّا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِينَكَ وَإِنِّي كُنْتُ امْرَأً لَا أَعْقِلُ شَيْئًا، إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔: بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: ((بِالْإِسْلَامِ))، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ؛ كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ؛ أَخَوَانِ نَصِيرَانِ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا، أَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ)). [2]

جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

---

[1] نسائي، كتاب الجنائز، باب ثواب من صلى على جنازة، رقم: ١٩٩٧، حسن صحيح۔

[2] نسائي، كتاب الزكاة، باب من سال بوجه الله، رقم: ٢٥٦٨ وقال الالباني: حسن۔

اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس آنے سے پہلے میں نے دسیوں بار قسم کھائی ہے کہ نہ تو آپ کے پاس آؤں گا اور نہ ہی آپ کا دین قبول کروں گا، لیکن اب میں ایسا آدمی ہو چکا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی چیزوں کو ہی یاد رکھنا چاہتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کون سی چیز دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام'' پھر پوچھا: اسلام کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تم کہو: میں نے اپنے چہرے کو اللہ کے سامنے جھکا دیا اور تمام معبودانِ باطلہ سے لاتعلق ہو گیا، اور تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے محترم ہے، سب بھائی بھائی ہیں، ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی مشرک کے اسلام لانے کے بعد اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف ہجرت کر آئے۔''

مذکورہ حدیث میں کفار و مشرکین کے ساتھ سکونت اختیار کرنے کی صورت میں بربادی اعمال کی جو وعید سنائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر دار السلام کی طرف ہجرت کر جائے۔ یہ اس صورت میں ہے جب مشرکین پریشان کر رہے ہوں اور دین پر عمل کرنا نہایت مشکل ہو جائے۔ ایسی صورت میں دین پر عمل پیرا رہنا نہایت مشکل ہو جائے گا اور قدم لڑکھڑا جائیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کفار و مشرکین کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر انسان دین ہی چھوڑ بیٹھے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں نیکیاں کر ہی نہیں سکے گا اگر کرے گا بھی تو وہ اس طریقے کے مطابق نہ ہوں گے جو اللہ کو پسند ہے لہٰذا وہ درجہ قبولیت نہ پا سکیں گیں۔ اس لیے اس قدر سختی کے ساتھ ہجرت کا حکم فرمایا، ہاں اگر کسی جگہ حالات موافق ہوں۔ دین پر آزادی کے ساتھ انسان عمل پیرا ہو تو پھر امید ہے کہ یہ وعید لازم نہ ہو گی۔ واللہ اعلم

⑨ زنا کی تہمت لگانا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ)) قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَكٰوةٍ وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا

وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے۔''؟ صحابہ نے عرض کیا: ہمارے نزدیک تو مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم اور مال ومتاع نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسی نیکیاں لے کر آئے گا (لیکن اس کے ساتھ ساتھ دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا لہٰذا اس کی نیکیاں ادھر ادھر ان مختلف حق داروں میں تقسیم کر دی جائیں گی اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور (مظلوموں کے) حقوق باقی رہے تو پھر ان کے گناہ اس پر ڈال کر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

یہ حدیث پیچھے بھی دو دفعہ بیان ہو چکی ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اپنی امت کا مفلس انسان قرار دیا ہے جس میں یہ گناہ پائے گئے۔ ۱۔کسی کا مال ناجائز طریقے سے کھانا۔ ۲۔ ناحق خون بہانا۔ ۳۔ کسی پر زنا کی تہمت لگانا۔ ۴۔ کسی کو گالی دینا۔ ۵۔ بلاوجہ کسی کو مارنا پیٹنا۔

ان میں سے اول الذکر دو تو پیچھے بیان ہو چکے ہیں یہاں تیسرے کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ ہے ''قذف'' کسی پر زنا کی تہمت لگانا، یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے بلکہ ان گناہوں میں سے ہے جنہیں ''موبقات'' ہلاک کر دینے والے کہا گیا ہے۔ زنا کی تہمت لگانے والا شخص اصل میں لوگوں کی عزتوں سے کھیلتا ہے جو یقیناً بڑا جرم اور گناہ کا راستہ ہے۔ کسی کی عزت پر انگلی اٹھانا اور خاص کر زنا کا الزام دھرنا نہ صرف متعلقہ فرد کی عزت تباہ کرنا ہے بلکہ اس کے سارے خاندان کی عزت وناموس کو خاک میں ملانا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ شریعت نے دنیا میں زنا کے بعد سب سے کڑی سزا الزامِ زنا کی رکھی ہے جو اسّی ۸۰ کوڑے ہے۔ اخروی سزا

---

[1] مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ۲۵۸۱۔

"عذاب الیم" کی صورت میں ہے۔

ناجائز کسی پر تہمت لگانے والا خواہ کتنا ہی بڑا نیکوکار کیوں نہ ہو اپنے اس گناہ کی وجہ سے ساری عمر کی نیکیاں خطرے میں ڈالتا ہے بلکہ جب قیامت کے روز یہ نیکیاں کفارہ نہ بن سکیں گی تو الٹا دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر لے گا جس کا لازمی نتیجہ جہنم ہے۔

⑩ گالی دینا

حقیقی مفلس کا چوتھا جرم جو قیامت کے دن اس کے بربادی اعمال کا باعث بنے گا وہ کسی کو بلا وجہ گالیاں دینا ہے مفلس کی اس برائی کو مذکورہ بالا حدیث میں پہلے نمبر پر بیان کیا گیا ہے۔ دنیا میں جن لوگوں کو اس نے گالیاں دی تھیں وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آ کر شکایت کر دیں گے اور بدلے میں اس کی نیکیاں لے لیں گے۔ کسی مسلمان کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے حدیث مبارکہ میں منافق کی جو نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کا کسی سے جھگڑا ہوتا ہے تو گالیاں دیتا ہے۔ تو یہ سب چیزیں ایک مسلمان کے شایان شان نہیں بلکہ مسلمان تو ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں وہ مسلمان ہی کیا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ ہوں لہٰذا ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو بات بات پر بلا وجہ گالیاں نکالتے چلے جاتے ہیں۔

⑪ مارنا پیٹنا

حقیقی مفلس کا آخری جرم جو حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے اور جو بربادی اعمال کا باعث بنے گا وہ کسی کو ناجائز مارنا پیٹنا ہے بلا وجہ کسی کے تھپڑ مارنا، مُکا مارنا یا ڈنڈا لاٹھی مارنا، لاٹھی چارج کرنا وغیرہ۔ ایک مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہونے چاہئیں۔ وہ کیسا مسلمان ہے کہ جس کے نہ زبان سے مسلمان محفوظ ہوں اور نہ ہاتھ سے محفوظ ہوں۔ قیامت کے دن جو مفلس ہوگا اس کا یہی حال تھا کہ دنیا میں اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ نہ تھے لہٰذا جنہیں وہ ستایا کرتا تھا آج قیامت کے دن وہ اس کی نیکیاں لے جائیں گے وہ لوگ اس قدر زیادہ ہوں گے کہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ اس مفلس پر ڈال کر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ

فرمائے۔ آمین۔

⑫ ظلم کرنا

* عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ)). [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی بھی طریقے سے (ظلم کیا) ہو تو اسے آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔''

لفظ، مظلمة، کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا داود راز رقمطراز ہیں:

مظلمه ہر اس ظلم کو کہتے ہیں جسے مظلوم از راہ صبر برداشت کر لے۔ کوئی جانی ظلم ہو یا مالی سب پر لفظ مظلمه کا اطلاق ہوتا ہے۔ کوئی شخص کسی سے اس کا مال زبردستی چھین لے تو یہ بھی ایک مظلمه ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ظالموں کو اپنے مظالم کا فکر دنیا ہی میں کر لینا چاہیے کہ وہ مظلوم سے معاف کرائیں، ان کا حق ادا کر دیں ورنہ موت کے بعد ان سے پورا پورا بدلہ دلایا جائے گا۔

عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُرْفَعُ لِلرَّجُلِ الصَّحِيفَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَا تَزَالُ مَظَالِمُ بَنِي آدَمَ تَتْبَعُهُ حَتَّى مَا يَبْقَى حَسَنَةٌ وَتُزَادُ عَلَيْهِ مِنَ

[1] بخاري، كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة......، رقم: ٢٤٤٩۔

سَیِّئَاتِهِمْ)) [1]

جناب خالد الحذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندے کا اعمال نامہ بلند کیا جائے گا بنی آدم پر کیے گئے مظالم اس کا مسلسل پیچھا کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کے پاس ایک بھی نیکی باقی نہ بچے گی اور ان کے گناہ اس پر بڑھا (ڈال) دیے جائیں گے۔''

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو عثمان سے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ امام عاصم الاحول نے بھی کہا کہ اے ابو عثمان! آپ نے یہ حدیث کس سے لی ہے؟ تو اس نے کہا: سیدنا سلمان، سعد، ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہاں تک کہ انہوں نے چھ سات صحابہ کا ذکر کیا۔

امام شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے عاصم سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث یوں بیان کی: عن ابی عثمان عن سلمان۔ اور عثمان بن عتاب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ابو عثمان نہدی سے اس حدیث کو سیدنا سلمان اور دیگر صحابہ کرام کے واسطے سے سنا ہے۔

⑬ تقدیر کو جھٹلانا

* وَعَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: اَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ: لَهُ قَدْ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِي لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي فَقَالَ: لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ اَهْلَ سَمٰوَاتِهِ وَاَهْلَ اَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْ اَعْمَالِهِمْ وَلَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَاَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُ

---

[1] حاکم: ٤/ ٥٧٣ وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔

حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ اَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ. [1]

''ابن دیلمی بیان کرتے ہیں، میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں کہا: میرے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ شبہ سا ہے، پس آپ مجھے کوئی حدیث سنائیں، امید ہے کہ اللہ اسے میرے دل سے دور کر دے، تو انہوں نے فرمایا: اگر اللہ عزوجل آسمان اور زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو وہ انہیں عذاب دینے میں ظالم نہیں ہوگا، اور اگر وہ ان پر رحم فرمائے تو ان کے لیے اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہوگی، اور اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کردو تو اللہ اسے قبول نہیں کرے گا حتی کہ تم تقدیر پر ایمان لے آؤ اور تم جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا وہ تم سے خطا نہیں ہو سکتا تھا اور جو کچھ تم سے خطا ہو گیا وہ تمہیں پہنچ نہیں سکتا تھا، اور اگر تم اس عقیدے کے علاوہ کسی اور عقیدے پر فوت ہو گئے تو تم جہنم میں جاؤ گے، ابن دیلمی بیان کرتے ہیں، پھر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے بھی اسی طرح فرمایا: پھر میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا، پھر میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اسی کی مثل نبی ﷺ سے حدیث بیان کی۔''

* عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ قَالَ: اَوَّلُ مَنْ قَالَ فِي الْقَدْرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمنِ الْحُمَيْدِيُّ حَاجَّيْنِ اَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدْرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ، فَاكْتَنَفْتُهُ اَنَا وَصَاحِبِي اَحَدُنَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ اَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ

---

[1] ابوداود، کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: ٤٦٩٩؛ ابن ماجه، رقم: ٧٧؛ احمد: ٥/ ١٨٢ وسنده صحيح.

اِلَيَّ ، فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمنِ! اِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَاَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنْ لَا قَدْرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ ، قَالَ: فَإِذَا لَقِيْتَ اُولَئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اِنِّي بَرِيْءٌ مِنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ . [1]

جناب یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں کہ بصرہ شہر میں سب سے پہلے معبد الجہنی نے تقدیر کا انکار کیا تھا، میں اور حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری حج یا عمرہ کرنے کے لیے گئے تو ہم نے کہا کہ اگر ہماری رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے ملاقات ہوئی تو ہم ان سے پوچھیں گے جو کچھ یہ لوگ تقدیر کے بارے میں کہہ رہے ہیں اتفاقاً ہماری ملاقات سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے اس وقت ہوئی جب وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے میں اور میرے ساتھی ہم دونوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا ایک نے دائیں طرف سے اور ایک نے بائیں طرف سے، میں سمجھ گیا کہ میرا ساتھی مجھے ہی بات کرنے کا موقع دے گا تو میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور علمی بحثیں کرتے ہیں۔ راوی نے ان کے حال بیان کیے۔ اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں جو کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے وہ خود بخود وقوع پذیر ہوتا ہے (اللہ کے علم سابق میں نہیں) تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم ان لوگوں سے ملو تو ان سے کہنا کہ میں ان سے لاتعلق ہوں اور وہ مجھ سے لاتعلق ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حلفیہ کہتا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئے۔"

تقدیر پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے اس کے بغیر نہ تو کسی کا ایمان قابل اعتبار ہے اور

---

[1] مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۔

نہ ہی اعمال قابل قبول ہیں۔ سلف صالحین کا یہی عقیدہ تھا کہ تقدیر برحق ہے اس پر ایمان لائے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

شیخ عبدالمحسن العباد نے ابن رجب حنبلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ تقدیر پر ایمان دو طرح کا ہے:

درجہ اول: اس پر ایمان کہ بندے جو خیر، شر، اطاعت اور نافرمانی کے اعمال کریں گے ان کی پیدائش اور وقوع سے پہلے یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے، وہ سب کچھ جانتا ہے کہ ان میں سے کون جنتی اور کون دوزخی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق وتکوین سے پہلے ان کے اعمال کا بدلہ ثواب وعذاب کی صورت میں تیار کر رکھا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ نے اپنے پاس لکھ رکھا ہے اور اسے سب معلوم ہے۔ بندے وہی اعمال کرتے ہیں جو پہلے سے اللہ کے علم اور کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

درجہ دوم: بندوں کے تمام افعال چاہے کفر ہو یا ایمان، اطاعت ہو یا نافرمانی اللہ ہی نے پیدا کیے ہیں اور وہ ان سے (ایمان واطاعت) چاہتا ہے۔ [1]

مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

تقدیر پر ایمان لانا فرضِ عین ہے اس کا منکر بدعتی بلکہ بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت نے تقدیر پر ایمان کو فرض قرار دیا ہے تو اس کے انکار کا مطلب شریعت کے اس پہلو کا انکار ہے۔

معنی تقدیر: تقدیر کا معنی کسی چیز کی حد بندی ہے شرعی اصطلاح میں اس کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی ام الکتاب لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔ اس کا علم اس کے وجود میں آنے سے پہلے کا ہے کوئی چیز بھی اپنے وجود میں آنے سے پہلے اور بعد اس کے علم سے باہر نہیں اس نے ہی پوری کائنات میں ہر ایک امر کو اس کی حدود واصول میں وضع کیا ہے، کوئی ایسا امر نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے خلق اور پیدائش سے پہلے ضبط اور لکھ نہ دیا ہو۔ [2]

---

[1] شرح حدیث جبریل، ص: ۱۵، ۱۶۔ [2] عقیدہ مسلم، ص: ۳۴۰۔

الحمد للّٰه رب العٰلمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الأمين، أما بعد:

جس طرح صالح اعمال کرنے ضروری ہیں اسی طرح ان کی حفاظت کرنا بھی لازم ہے کیونکہ انسان بڑی تگ و دو کے بعد اعمال کی لڑی پروتا ہے اور ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لڑی بکھر بھی سکتی ہے، لہٰذا ایک مسلمان کی اولین کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس کی وجہ سے اس کی ساری محنت و مشقت اکارت ہو جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ﴾

(١٦/النحل: ٩٢)

''اس عورت کی مانند نہ بنو، جس نے مضبوطی سے سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔''

یعنی اپنی محنت اپنے ہی عمل سے ضائع کر دی۔ العیاذ باللہ۔

یہ اس قدر نازک مسئلہ ہے کہ زبان کی لغزش اور تھوڑی سی غفلت و کوتاہی سے ہی اعمال برباد اور آدمی جہنم کا راہی بن سکتا ہے۔

معروف قلمکار اور علم دوست مولانا ارشد کمال حفظہ اللہ نے اسی حساس مسئلے کو دلائل و براہین سے صفحۂ قرطاس پر اجاگر کیا ہے جو ''نیکیوں کو برباد کرنے والے اعمال'' کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مکتبہ اسلامیہ نے ہمیشہ کی طرح اپنی روایت کو برقرار رکھا ہے اور اب دیدہ زیب کتابت، معیاری طباعت اور خوشنما جلد میں اسے پیش کر رہا ہے۔ والحمد للہ۔

محمد سرور عاصم

نیکیوں کو برباد کرنے والے اعمال